لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هٰذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۳-۱۴ | كلكته : جمعه ۲۷ - ربيع الثاني ۵ - جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday. 3rd and 10th March, 1916.

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ اديٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار كے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ' اور انكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم كے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوگئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جاليگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے اڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم كے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت نما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ثالث كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاكه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب كے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جالينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ كے نام بهيجنا چاهيے - .

نوٹ — ڈبل نمبر هونے كي وجه سے قيمت في پرچه چهه آنه

آب حیات

ہندی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن، اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت- ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں- اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتی ہے، کسیکو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پر سوت، سل، پیچش، صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، براسیر، نواسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، چھپاکی، متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، تشنج، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، کرم، چھوٹے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار-

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیر پور سندھ

مسمی غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ مسمی - مذکور اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباء ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ مسمی - مذکور غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی- یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہوگئی- اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لا علاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج ہے، تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھ لو اور وہاں سے تصدیق کر لو کہ مسمی - مذکور غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد- خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیر پور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھر پور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(منجن مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ-

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کار بنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ-

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آئندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی، غلام، نبی
زبدۃ الحکماء لاہور- موچی دروازہ

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor.
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - ریپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۳ - ۱۴

کلکتہ : جمعہ ۲۷ - ربیع الثانی و ۵ - جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۴ ہجری
Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916.

جلد ۱

البیان

البیان کی اشاعت میں تاخیر پر تاخیر ہو رہی ہے اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ ان احباب کرام سے بخشش و عفو کا خواستگار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری کمزوریوں پر نظر رکھکر میرے قصوروں سے درگذر کی ہے - میں اپنے تمام کاموں کو تنہا انجام دیتا ہوں ' اور اللہ کی مشیت ایسی ہی تھی کہ اپنی محنتوں اور شب بیداریوں کیلیے تن تنہا چھوڑ دیا جاوں - مجھے ایک ہی وقت کے اندر مختلف ذوق' مختلف لٹریچر' مختلف افکار' اور مختلف مطالعہ و نظر کے بیسیوں کام انجام دینے پڑتے ہیں' اور دار الارشاد کا سلسلہ اور اپنی زندگی کی الجھنیں انکے علاوہ ہیں' اسلیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کاموں کے اختتام و تکمیل کے متعلق ارادے کرتا ہوں مگر میرا اندازہ بالکل غلط نکلتا ہے اور بیسیوں غیر متوقع موانع نکل آتے ہیں - اگر میں کسی دن چند گھنٹوں کیلیے بیمار پڑجاتا ہوں تو یکایک دس بارہ کام رک جاتے ہیں اور اسکے سوا چارہ نہیں نظر آتا کہ اپنی ہلاکت گوارا کرلوں مگر کاموں میں خلل نہ پڑنے دوں' البیان کے متعلق پوری امید تھی کہ ربیع الاول سے پہلے نکل جائیگا لیکن ایک طرف تو میں اپنی مجبوریوں اور کام کی کثرت و ہجوم سے درماندہ ہوتا رہا ' دوسری طرف البلاغ کے تسلسل کار کی وجہ سے پریس کو بھی زیادہ مہلت نہیں ملی - نتیجہ یہ نکلا کہ ابتک پہلا نمبر نہ نکل سکا -

با ایں ہمہ جسقدر کوشش ہوسکتی ہے کی جاری ہی ہے اور حتی الامکان سعی یہی ہے کہ جس وقت بھی پریس کو مہلت ملے سب سے پہلے البیان کے فارم مشین پر چڑھادیے جائیں ' ایک نمبر نکل جائے تو پھر خود بخود کام کا تسلسل دقتوں کو دور کردیگا - امید ہے کہ احباب کرام تھوڑا سا توقف اور گوارا کرلینگے ' اور عجب نہیں کہ انتظار کی تلخی سے زیادہ نتیجہ شیریں ہو

ایک اور بڑی اور تازہ دقت یہ ہے کہ دنیا میں امن کی طرح کاغذ کا بھی قحط ہوگیا ہے - خشک سالی یہاں تک بڑھگئی ہے کہ جنگی سونا بازار میں ہر وقت خریدا جاسکتا ہے مگر کاغذ نہیں ملتا - البیان کیلیے مجبوراً جو کاغذ لیا لیا ' وہ اسقدر گراں پڑا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا - مجوزہ قیمت کیونکر اسکو کفایت کریگی ؟ بہر حال پہلا نمبر نکل جاے تو پھر اس مسئلہ پر غور کیا جائیگا - ترجمان القرآن کا بھی یہی حال ہے' اور اسکے لیے بھی تھوڑا سا انتظار اور گوارا کر لینا چاہیے -

خاتمہ سخن

مجوزہ شیعہ کالج

" نصحت لکم ' و لکن لا تحبون الناصحین "

گذشتہ دو نمبروں میں ہم نے بالاختصار اپنے وہ خیالات ظاہر کردیے جو مجوزہ شیعہ کالج کی تحریک اور اسکے نشو و نما کے اسباب و بواعث میں سے ہمارے پیش نظر ہیں - اب آخری سوال یہ سامنے آتا ہے کہ موجودہ حالت میں کیا کرنا چاہیے ؟

ہم اسکا جواب نہایت اختصار سے دینگے کیونکہ اس وقت سے مفصل تحریر کی گنجایش رسالہ میں نہ نکل سکی -

(۱) ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان محمڈن کالج کے سوا اور کوئی کالج قائم نہ کریں' بلکہ جسقدر کالج بھی دینی انتظام اور صحیح نظام تربیت کے ساتھہ قائم ہوسکیں ' بہتر ہیں اور ضروری ہیں - "مرکز" اور "تعلیمی مرکز" کا خیال نفساً غلط نہیں ہے مگر جو مطلب ارباب علی گڈہ نے سمجھا ہے وہ بھی صحیح نہیں - دنیا کی غلطیاں اسلیے غلط نہیں ہوتیں کہ ان میں صحت نہیں ہوتی' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سچ کو جھوٹ سے ممزوج و آلودہ کر کے دکھلایا جاتا ہے' اور مخلوط سچ ' خالص جھوٹ سے کہیں زیادہ فتنہ پرداز ہے - یقیناً اصول مرکزیۃ ایک مذہبی اور صحیح ترین چیز ہے ' کوئی کام ہو بغیر اسکے چارہ نہیں ' اور یہ بھی غلط نہیں ہے کہ علی گڈہ کالج مسلمانان ہند کیلیے نئی تعلیم کے مرکز کی حیثیت پیدا کرچکا ہے ' مگر ساتھہ ہی اسکے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ اور کوئی مفید کام نہ کیا جائے ' اور صرف مرکز مرکز پکارتے رہنا مسلمانوں کی تمام روز افزوں ضرورتوں کو پورا کر دیگا - خوارج نے کہا تھا کہ " ان الحکم الا للہ " امیر حضرۃ امیر علیہ السلام نے فرمایا : " کلمۃ حق یرید بہا الباطل " انکا یہ کہنا کلمۂ حق ہے' مگر مقصود باطل ہے - یہی اصول مرکزیۃ کا بھی یہی حال ہے -

(۲) پس اس سے بڑھکر خوشی کی اور کونسی بات ہوسکتی ہے کہ ایک نیا کالج مسلمانوں کیلیے اور قائم ہوجائے ' لیکن کالج قائم کرنے کے یہ معنی نہ تھے کہ باہمی اختلاف و نزاع کی زمین طیار کرکے اسپر غیروں کے ہاتھوں تخم ریزی کی جاتی - چاہیے تھا کہ علی گڈہ کالج کے نزاع سے الگ ہوکر محض خدمت قومی اور جذبات صالحۂ اسلامیہ پر اسکی بنیاد رکھی جاتی - اگر

صورت میں یہ سوال صرف ایک نئے کالج کا سوال ہوتا اور کوئی راست باز انسان ایسا نہ ہوتا کہ اس تحریک کی پُر جوش دل سے تائید نہ کرتا - مگر اب یہ کالج کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ افتراق امۃ و انشقاق ملت کے فتنۂ خوابیدہ کے ایقاظ و ازدیاد کا (لا قدر اللہ)

(۳) لیکن بہرحال جو کچھ ہونا تھا ہوچکا ' اور اب اسکے سوا کچھ چارۂ کار نہیں کہ ماضی کے اعادہ سے مایوس ہوکر صرف صورت موجودہ پر غور کیا جاے - تو جہاں تک میں سونچتا ہوں گو فتنہ کروٹ لیچکا ہے مگر اب بھی اسکو سلایا جاسکتا ہے ' اور اگر اللہ تعالی داعیان تحریک کے دلوں کو کھول دے اور وہ مسلمانوں کی تباہ حالیوں پر رحم کھالیں ' اور اسکے ضدیوں کے زخموں کو اور زیادہ گہرا نہ کرنا چاہیں ' تو اب بھی کچھ نہ کچھ صورت اصلاح پیدا ہوسکتی ہے ' اور اس تحریک سے نقصان کی جگہ فائدہ کی امید بھی کی جاسکتی ہے -

(۴) میں داعیان شیعہ کالج سے یہ نہیں چاہتا کہ وہ اس تحریک کو چھوڑ دیں ' اور نہ اسکا آرزومند ہوں کہ اپنے طریق کار میں کوئی بڑی بنیادی تبدیلی کریں ' بلکہ نہایت عاجزی اور کمال منت کے ساتھہ صرف دو جزئی تبدیلیوں کا خواستگار ہوں جنسے نہ تو انکے مقصد اصلی میں (اگر وہ محض اشاعۃ تعلیم و خدمت ملت ہے) کوئی حرج واقع ہو سکتا ہے اور نہ انکی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے - اول یہ کہ وہ جو کچھ چاہیں کریں اور جو چاہیں بنائیں مگر خدا کیلیے اسکا نام " شیعہ کالج " نہ رکھیں - کیونکہ اُن انسانوں کیلیے جو قران نامی کتاب کے ماننے والے اور محمد بن عبد اللہ علیہ الصلواۃ و السلام کے پیرو ہیں ' اس زمین پر بجز " اسلام " کے اور کوئی نام نہیں ہے - ابتک اس بدعۃ سے خاک ہند محفوظ رہی ہے کہ سنی کالج ' شیعہ کالج ' اور اہلحدیث کالج کے ناموں سے کالج قائم ہوے ہوں - پس خدا را افتراق و انشقاق کی ہلاکتوں کا ایک نیا دروازہ نہ کھولیں -

پھر قطع نظر اسکے دیکھنا یہ ہے کہ مجوزہ کالج کو "شیعہ کالج" کے نام سے موسوم کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی ہے ؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اسکے قیام سے مقصود مسلمانوں کے اس گروہ کی تعلیم و تربیت خصوصی ہے جو " شیعہ " کہلاتا ہے ' اسلیے اسکا نام بھی شیعہ کالج رکھا جاے - سو اگر یہی مقصد ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اسکو نام سے کیا علاقہ ہے اور اگر اسکا نام شیعہ کالج نہ رکھا جائیگا تو اس کے مقصد کو کیا نقصان پہنچے گا ؟ مقصد اصلی کا حصول اس پر موقوف ہے کہ عملاً زیادہ تر شیعہ افراد ہی اسمیں و تعلیم پائیں ' انہی کی تعلیم دینیات کا اسمیں خاصۃ انتظام کیا جاے ' اور ان سب اصولی امور کو اسکے کانسٹی ٹیوشن میں داخل کردیا جاے - پس اگر اسکا نام شیعہ کالج نہ رکھا جاے بلکہ سرے سے " کالج " بھی نہ کہا جاے ' جب بھی حصول مقصد میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا -

بزرگان شیعہ کانفرنس و حضرات مجلس منتظمہ کالج کو غور کرنا چاہیے کہ ابتک ہندوستان میں کوئی کالج اور مدرسہ کسی خاص فرقہ کے نام کے ساتھہ قائم نہیں ہوا ہے ' اور وہ نہ صرف تفریق و انشقاق اور تمذہب و تحزب کی جھیل کو بھرنے کی جگہ زیادہ وسیع کر رہے ہیں ' بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ نام اور انتساب کے ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھنے والے بن رہے ہیں ' جو ابتک کسی کو نہیں سوجھا تھا - نئے نئے فتنوں کی راہ کھولنے کے لیے حضرۃ امیر علیہ السلام نے جو کچھہ فرمایا ہے ' خدا را اسے نہج البلاغۃ کے خطبۂ نہروان میں دیکھہ لیں -

مسلمانوں کا کوئی کام ہو اور خواہ کوئی فرقہ انجام دے ' مسلمانوں ہی کا کام ہے ' اور اسکا نام بجز اسلام اور انتساب اسلام کے کچھہ بھی نہیں ہوسکتا - میں حضرات ائمۂ کرام علیہم السلام کی تصریحات مندرجۂ اصول کافی وغیرہ سے ثابت کرنے کیلیے طیار ہوں کہ جسطرح سنیوں کیلیے صرف اسلام ہی کا نام سچا نام ہے ' اسی طرح برادران شیعہ کیلیے بھی اس خدا کے قرار دیے ہوے نام کے سوا اور کوئی نام شرعی نہیں ہوسکتا -

اگر کسی وجہ سے حضرات مجوزین کالج مدرسۂ اسلامیہ وغیرہ ناموں سے اسکو موسوم کرنا نہیں چاہتے ' تو خیر ' کسی ایسے عام نام سے موسوم کردیں جسمیں کسیطرح کی بھی نسبت نہو ' مثلاً دار العلوم وغیرہ - اسطرح وہ اپنے مقاصد میں سے کسی چیز کو بھی نہیں کھوئینگے ' مگر تمام مسلمانوں پر ایک عظیم الشان احسان و فضل کرنے کا ذریعہ ہونگے - ایسا احسان جس سے بڑھکر اور کوئی احسان نہیں ہوسکتا اور سونچیں تو انکا احسان خود انہی کے وجود کیلیے ہے -

دوسری عاجزانہ التماس یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے اسکی تعلیم کا دروازہ قابل تحسین فیاضی کے ساتھہ تمام مسلمانوں کیلیے کھلا رکھا ہے ' اسی طرح اعانت کرنے اور اسکی بناء میں شریک ہونے کا دروازہ بھی اپنے بھائیوں پر بند نہ کریں ' اور یہ تخصیص نہ رکھیں کہ صرف شیعوں ہی کا روپیہ اسکے لیے قبول کیا جائیگا - وہ خاص طور پر خود کوشش کریں ' اور خاص طور پر برادران شیعہ ہی سے اعانت کے طالب ہوں ' لیکن دروازہ عام طور پر کھلا ہو ' اور اگر غیر شیعہ مسلمان بھی اسکی خدمت کا شرف حاصل کرنا چاہیں تو اسے نامنظور نہ کریں - اسطرح کرنے سے وہ اپنے اصول عمل کو نہایت صاف اور غیر مشتبہ بنادینگے اور انکے خاص مقاصد کا کچھہ بھی نقصان نہوگا - اگر انہوں نے ز: اعانۃ کی فہرست سب کیلیے کھلی رکھی تو اس سے یہ نتیجہ کبھی بھی نہیں نکلتا کہ کل کو کوئی انپر دعوا کردیگا - جبکہ اسکی بنیاد رکھنے والے وہی ہیں اور اصلاً انکا مقصد یہی ہے کہ خاص طور پر برادران شیعہ کی تعلیم کا انتظام ہو تو پھر غیر شیعہ مسلمانوں کی شمولیت کسی طرح بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہوسکتی - اگر بقول ارکان شیعہ کانفرنس کے شیعہ ارباب فیض کا لاکھوں روپیہ محمڈن کالج علی گڈہ سے شیعہ حقوق کو حاصل نہ کراسکا ' تو پھر چند غیر مسلمانوں کا تھوڑا سا روپیہ کیوں مجوزہ کالج کی خصوصیت و تصرف میں خلل ڈال سکیگا ؟ مجھے شخصاً معلوم ہے کہ متعدد غیر شیعہ اشخاص بصورت قبولیت اس کام میں شرکت کرنے کیلیے طیار ہیں ' اور انہوں نے مجھہ سے کہا ہے کہ ہمارے لیے یہ بڑے ہی فخر اور عزت کی بات ہوگی اگر ہمارے عزیز بھائی ہمارے ناچیز ہدیوں کو قبول کرلیں ' اور سب سے پہلے میں خود اس خوشی کو حاصل کرنے کیلیے اپنے اندر نہایت بے چین جوش پاتا ہوں -

یہ خاتمۂ سخن ہے - وقت نہیں کہ اس داستان کو طول دیا جاے ' ورنہ یہ حکایت بڑی ہی درد انگیز ہے اور بہت سی راتوں کو آنکھوں میں کاٹ دینے والی ہے - اللہ دلوں کا بھید جاننے والا ہے اور اسکی نظر سے کسی کا دل چھپا نہیں - وہ بہتر جانتا ہے کہ مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق جو کچھہ میری زبان سے نکل رہا ہے ' یہ فریقانہ تعصب کی خباثت اور جماعت بندی کے ناپاک حسد کا نتیجہ ہے یا محض کلمۂ اسلام کی محبت کا جسمیں کسی فریقانہ اپنے وان کی گنجایش نہیں ' اور محض اپنے عزیز بھائیوں کو ایک سخت ٹھوکر سے بچانے کا اضطراب جو اُس حد سے کوسوں آگے گذر چکا ہے جہاں شیعہ سنی کی تمیز کا نام و نشان ہو ؟ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین ہداہم اللہ و اولائک ہم اولوا الالباب ؏

الم يان للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله و ما نزل من الحق ؟

کیا مسلمانوں کیلیے ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اسکے کلمۂ حق کیلیے انکے اندر درد
اور شکستگی پیدا ہو ' اور وہ اپنے غرور و غفلت سے جھک جائیں ؟ ؟

افسانۂ ھجر و وصال !

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ھم !

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ' ربیع و خریف کی ھوائیں چلتیں ' اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ھے ' اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ھے ؟ روحوں کی بیقراری کی بھی کوئی فصل ھے ؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ھے ' جسکی ھوائیں چلتی ھیں اور جسکے بادل نمودار ھوتے ھیں ؟ میں نہیں جانتا کہ ایسا ھو - مگر میں پاتا ھوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورش کذرگذر کے لوٹتی ھے - میں کچھہ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ھو ' چپ تھا ' لیکن آج اس سمندر کی مانند جسکی تہ سے موجیں جوش مار رھی ھوں ' پھر آھوں سے بھر گیا ھوں ' فریادوں سے معمور ھوگیا ھوں ' شورشوں سے لبریز ھوں ' اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ھے - آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ھے جسکو اپنے سر و چہرہ پر اڑا سکوں ' پھر ان کانٹوں کی جستجو ھے جنکو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں - میں دیوانوں کا متلاشی ھوں اور مجھے بیماروں کی بستی کی ضرورت ھے - ہاں عوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کردیا - آہ ' میں چاھتا ھوں کہ جی بھر کے روؤں اور جسقدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کرسکتا ھوں ' کرتا رھوں - میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کردیں ' میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنادے ' میری آھوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑجائیں ' میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراھٹ معدوم ھو جاے - میں تم کو غم و ماتم سے بھردوں - میں تم کو درد و حسرت کا پتلہ بنادوں - تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں ' تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے ' تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں ' اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ھے ' اسطرح اجڑ جاے کہ پھر کبھی آباد نہو :

روے بازار مراد امروز عرفی با منست
دیدۂ تر می فروشم دامن تر میخرم !

* * *

دنیا میں ھم دیکھتے ھیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ھو ' تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ھوتی ھے ' اور ایسا نہیں ھوسکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے - پھر بعضوں کی نیند ایسی ھوتی ھے کہ اک ذرا سی اواز انکو جگا دینے کیلیے کافی ھوتی ھے - بعض کی ایسی سخت ھوتی ھے کہ انکے لیے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ھوتی ھے - بعض انسے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ھوتے ھیں کہ انکو جھنجھوڑنے اور ھلانے کی ضرورت ھوتی ھے - اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کیلیے یہ بھی بیکار ھو ' تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ھوسکتا کہ بھونچال آجاے ' آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں ' پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ھوجائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں -

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اب بندوں کے ساتھہ ایسا ھی حال ھے - اسکی صدائیں اٹھتی ھیں تاکہ غفلت کے سونے والے آنکھیں کھولیں ' اور اس پر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے ' تو ھر طرف شور و غل مچنے لگتا ھے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے - اگر اسپر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ھاتھہ نمودار ھوتے ھیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اٹھاتے ھیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں - اب بھی اٹھہ جاو اور اس دن کو اپنے ھاتھہ سے نہ کھو جو جاکر پھر واپس نہیں آئیگا - لیکن آہ ' اکثر ایسا ھوتا ھے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ھوتے ھیں ' زلزلے آتے ھیں ' زمینیں پھٹنے لگتی ھیں ' پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ھیں ' اور صداوں اور آوازوں کی ھولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ھے - سو یہ بھی سب کچھہ اسی لیے ھوتا ھے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھولدے - اگر اسپر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ھے کہ :

اموات غیر احیاء ! و ما یشعرون ایان یبعثون - یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ھے - وہ اٹھنے اور اٹھاے جانے کی خوبی سے بالکل غافل ھوچکے ھیں !

* * *

پس تنبیہ اور ھوشیاری کی تمام تدبیریں ھوچکیں ' اور ایک سوتے ھوے کو جگانے کیلیے جو کچھہ کیا جاسکتا ھے ' وہ سب کچھہ کیا جاچکا ' پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں ابتک بند ھیں ' تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا ' اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی - دنیا میں انسان کیلیے عقل و بصیرت ھے ' عقلا کی دانائیاں ھیں ' ھادیوں کی ھدایتیں ھیں ' واعظوں کے وعظ ھیں ' خدا کے مقدس نوشتے ھیں ' اور رسولوں کی بتلائی ھوئی تعلیمات ھیں ' پھر حوادث و تغیرات ھیں ' انقلابات و تبدلات ھیں ' آثار و علائم ھیں ' استنباط و استشہاد ھے ' لیکن آہ ' وہ قوم جسکی غفلت کیلیے یہ سب کچھہ بیکار ھے ! نہ تو دنیا کے گذرے ھوے واقعات میں اسکے لیے کوئی اثر ھے ' نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اسکے لیے کوئی پیغام ھے ' نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ھے اور نہ بندوں کی ھدایتوں سے عبرت پکڑتی ھے :

ما یاتیہم من ایات ربہم — اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی
الا کانوا عنہا معرضین — نشانی بھی ایسی نہ آئی جسکو
(۶ : ۴) — دیکھہ کر انہوں نے عبرت پکڑی ھو
اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ھوں -

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ھے کہ جسقدر عبرت کی صدائیں جگانا چاھتی ھیں ' اتنی ھی اسکی نیند زیادہ گہری ھوتی جاتی ھے :

ولقد جاءھم من الانباء — اور بلا شبہہ انکے پاس ایسی خبریں
ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ — آچکی ھیں جن میں بڑی ھی
فما تغنی النذر ! (۵۴ : ۵) — تنبیہ اور ھشیاری ھے اور بہت ھی
بڑی گہری حکمت و دانائی ' پر افسوس کہ حوادث و انقلابات کی یہ ڈراونی ھدایت بھی انکی بیداری کیلیے کافی نہ ھوئی !

دنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنے دنیا کے گذرے ھوے واقعات آتے ھیں ' اور انہی سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرۃ حاصل کرتا ھے - وہ دیکھتا ھے کہ ھمیشہ ایک ھی طرح کے

واقعات ظاہر ہوئے، ایک ہی طرح کے اعلانات کیے گیے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے۔ [illegible] تجربہ اور استقراء سے نکلا ہوا ہے کہ اب بھی ہمیشہ [illegible] کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو [illegible] ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کودکر کوئی ٹھنڈک پاے۔

پھر اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے روح لاش کی نیند ہوتی، تو تمہارے جگانے کیلیے تاریخ کی آواز بس کرتی [illegible] تمہارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے۔ ہزاروں ملکوں اور قوموں کے نقشے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صفحہ گزشتہ گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے [illegible] سے بھرے ہوئے ہیں۔ تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کرکے زندہ رہی [illegible] اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ [illegible] کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ ہوئی ہوں، اور [illegible] کو توڑکے انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟

[illegible] کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے، آجتک ایک انسان بھی اسکی گود میں ایسا پلا ہے جس نے [illegible] اعراض [illegible] زندگی پائی ہو، اور خدا کے قانونوں [illegible] مراد [illegible] ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر [illegible] ہے [illegible] کہاں ہے جو اور اصرار ہو کہ تمہیں زندگی ملے [illegible] کے [illegible] کی راہ اختیار کی ہے اور [illegible] [illegible] کی آندھی میں تم پھولے جاؤگے؟

[illegible] الذین	کیا انہوں نے اُن لوگوں کا حال نہیں
من قبلهم، قوم نوح و	سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔
عاد و ثمود و قوم ابراهیم	یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم،
و اصحاب مدین [illegible]	اصحاب مدین، اور وہ لوگ جنکی
[illegible] اتتهم رسلهم	بستیاں الٹ دی گئیں؟ ان سب
[illegible] فما كان الله	کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ
[illegible]	حق کی نشانیاں انہیں دکھلائیں لیکن
[illegible] يظلمون	انہوں نے بد عملیوں کی راہ اختیار

کی، اور [illegible] پاداش میں [illegible] دیے گئے، سو اللہ نے کسی پر ظلم نہیں کیا [illegible] ان بد عملیوں کے خود ہی ابدی ہلاکت چاہی!

[illegible] حوادث میں بھی تمہارے لیے کوئی [illegible] خود [illegible] کے سامنے گذر نے والے حوادث [illegible] اور [illegible] سب سے زیادہ جھنجھنے والی اور سب سے [illegible]

اور [illegible]	[illegible] نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا
[illegible]	[illegible] ایک بار یا دو بار وہ [illegible]
[illegible]	[illegible] ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی انکی
[illegible]	[illegible] حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے
[illegible]	[illegible] نصیحت پکڑتے ہیں!

اور [illegible] حوادث و مصائب جنسے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر [illegible] طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور [illegible] کیلیے کافی نہ [illegible] کیا خدائے قدوس کی وہ [illegible] اور اسکے قانون تعذیب [illegible] سب سے [illegible] والی اور ہلوں اور ہوشوں کو مدہوش کردینے والی [illegible] نہیں ہوگی، جبکہ زلزلہ انگیز دھماکوں سے [illegible] ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جاے اور سمندروں سے مچھلیاں روتے اور ماتم کرنے کیلیے اُبھر آئیں؟

کلا، والقمر، واللیل [illegible] — بیشک، چاند جبکہ نکل آئے، رات اذا ادبر، والصبح اذا [illegible] — جبکہ ختم ہوگئی، اور دن جبکہ روشن

اسفر، انها لاحدی الکبر،	ہوگیا، کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات
نذیراً للبشر، لمن شاء	میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور
منکم ان یتقدم او یتاخر	غافل انسان کو غفلتوں کی پاداش سے
(۷۴ : ۳۶)	[illegible] ڈرانے والا ہے۔ تو تم میں سے

جو بڑھنا چاہے [illegible] بڑھتا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے، اسکے لیے غافل رہکر تباہ ہونا!

پھر اگر تم اسا بھی نہیں [illegible] کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اٹھوگے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولوگے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے [illegible] نہ آئیگی کانوں کو نہیں کھولوگے، تو آہ [illegible] ہے کہ زلزلے [illegible] اور تم [illegible]؟ آتش فشانوں کی [illegible] سے زمین [illegible] ابھی بھی تم خبر نہیں [illegible] اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جاے اور [illegible] کے [illegible] اور کرۂ ارضی [illegible] بنکر اڑ جاے؟

فهل ینظرون الا الساعة	پھر کیا یہ لوگ اخیر فیصلہ کر دینے
ان تاتیهم بغتة؟ فقد جاء	والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک
اشراطها، فانی لهم اذا	[illegible] نازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار
جاءتهم ذکراهم؟	ہے تو اسکی نشانیاں تو آچکیں۔

اور جب وہ گھڑی خود [illegible] تو اسوقت انکے لیے کیا ہوگا؟

آفتاب کہ ہمیشہ [illegible] میں [illegible] ہے اور دوپہر کو دیکھکر مسافر [illegible] ہے [illegible] اسکی [illegible] کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں [illegible] کے اندر سے دکھاتا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے انقلاب [illegible] بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے۔ پس وہ جو ہمیشہ [illegible] جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرنے کیلیے مجبور کردیا تھا، آج بھی آگیا، اور آنکھیں رکھنے [illegible] اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اسکے آگے جھکنے کیلیے [illegible] تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے [illegible] سورج کی کرسی کے تخت پر بیٹھکر آسمان پر [illegible] کہ تم اپنی انگلیوں سے [illegible] اسکو چھوڑ، اور [illegible] اسکے [illegible] سے [illegible] وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر [illegible] خداوند خداے [illegible] ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:

وقال الذین لا یرجون	اور ان لوگوں نے [illegible] کی امید
لقاءنا لولا انزل علینا	[illegible] ہو
الملائکة او نری ربنا؟	[illegible] آتارے
(۲۵ : ۲۳)	[illegible] دکھلا

آسمان [illegible] ہم اپنے [illegible] دیکھ لیتے؟

سو اگر واقعی [illegible] ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ [illegible] انتظار کرو [illegible] کہ [illegible] آخری [illegible] ابریگا اور [illegible] اور موخذوں کی [illegible] دیگا۔

یوم یرون الملائکة	جس دن [illegible] انکے تراس
لا بشری یومئذ للمجرمین	[illegible] کوئی بشارت نہوگی
(۲۵ : ۲۲)	[illegible] طرح اسکا انتظار کریں

[illegible] ہمیشہ [illegible] کے منتظم [illegible] کے اپنے [illegible] ہے:

فهل ینتظرون الا مثل	پس [illegible] ایک ہی دن ہے جنکے
ایام الذین خلوا من قبلهم؟	[illegible] جیسے ان سے پہلے قوموں پر
[illegible] قل فانتظروا	[illegible] ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو
انی معکم من المنتظرین	کہ [illegible] انتظار کرو، میں بھی تمہارے
(۱۰ : ۱۰۲)	[illegible] انتظار کرنے والوں میں ہوں

آنکھیں دیکھنے کیلیے ھیں ' کان سنے کیلیے ھیں ' اور دل پہلو میں رکھا گیا ھے تا تڑپے اور بیقرار ھو - لیکن وہ سب کچھہ تمہارے لیے بیکار ھوگیا ھے جسکو آنکھہ دیکھتی ھے ' اور وہ سب آوازیں بے اثر ھوگئی ھیں جو کانوں سے سنائی دیتی ھیں ' اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ھیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ھوتی ھیں - پس جو کچھہ کیا جاے لا حاصل ھے ' اور جو کچھہ کہا جاے بیکار ھے - آہ ' تم غافل ھوگئے ھو ' تم پر موت کا پنجہ چل گیا ھے ' تم گمراھی کے قبضے میں آگئے ' تمہارے احساس فنا ھوگئے اور تمہارے دل کی دانائی میت دی گئی - اگر ایسا نہوتا تو جو کچھہ ھوچکا ھے اور جو کچھہ ھو رھا ھے ' وہ ایسا تھا کہ اندھے بنیا ھوجاتے ' لنگڑے چلنے لگتے ' گونگوں کی چیخ سے دنیا ھل جاتی ' اور لولوں کے ھاتھہ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ھو جاتے - آہ ' تمہاری غفلت سے بڑھکر آجتک دنیا میں کوئی اچھنبے کی بات نہوئی ' اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے - آہ ' تم ایسے نہ تھے ' پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ھوگئے جنکے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا ؟

لھم قلوب لا یفقھون	انکے پاس دل ھیں مگر سمجھتے نہیں '
و لھم اعین لا یبصرون	انکے پاس آنکھیں ھیں مگر دیکھتے
بھا و لھم اذان لا یسمعون	نہیں ' انکے پاس کان ھیں مگر سنتے
بھا اولائك كالانعام بل	نہیں ' وہ مثل چارپایوں کے ھوگئے
ھم اضل اولائك ھم	بلکہ انسے بھی بدتر ' اور یہی ھیں کہ
الغافلون (۷ : ۱۷۸)	غفلت میں ڈوب گئے ھیں ! !

* * *

آہ ' کوئی نہیں ' سب گمراہ ھوگئے ' سب نکمے نکلے ' سب غافل ھوگئے ' سب پر نیند کی موت چھاگئی ' سب نے ایک ھی طرح کی ھلاکت پی لی ' سب ایک ھی طرح کی تباھیوں پر ٹوٹے ' سب نے خدا کو چھوڑ دیا ' سب نے اسکے عشق سے منھہ موڑلیا ' سب نے اسکے رشتے کو بٹہ لگایا ' سب غیروں کے ھوگئے ' سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی ' اور سب نے ایک ساتھہ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا - آہ ' سب نے عہد باندھا کہ ھم ایک ھی وقت میں گمراہ ھوجائینگے ' اور سب نے قسم کھائی کہ ھم ایک ھی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگینگے - آہ ' سب اس سے بھاگ گئے ' سب نے اس سے غول در غول بنکر بیزاری کی ' کوئی نہیں جو اسکے لیے روے ' کوئی نہیں جو اسکے عشق میں آہ و نالہ کرے - اسکی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں ' اسکے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے ' اسکے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رھا ' اور اسکے کھیتوں کی حفاظت کیلیے کوئی آنکھہ نہ جاگی ! سب شیطان کے پیچھے دوڑے ' سب نے ابلیس کے ساتھہ عاشقی کی ' اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کیلیے اسے پکارا - پھر اسپر قیامت یہ ھے کہ کسی کو ندامت نہیں ' کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا ' کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی ' کسی کی پیشانی میں سجدہ کیلیے بیقراری نہیں ' کوئی نہیں جو روتے ھوے کو منانے کیلیے دوڑجاے ' اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ھلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے !

و لقد اخذ نا ھم بالعذاب	ھم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں
فما استکانوا لربھم	مبتلا بھی کردیا پھر بھی اپنے خدا کے
و ما یتضرعون !	آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی
(۲۳ : ۴۱)	اور عاجزی پیدا نہ ھوئی -

آہ ' میں کیا کروں ' اور کہاں جاؤں ' اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اترجاؤں ' اور یہ کسطرح ھو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں ' اور تمہاری غفلت مرجاے - یہ کیا ھوگیا ھے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ھوگئے ھو ' اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ھیں - تم کیوں اپنے آپ کو ھلاک کر رھے ھو ' اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ھے کہ سب کچھہ کہتے اور سمجھتے ھو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ھے ' اور نہ گمراھوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ھو :

افلا یتذکرون القرآن ام	کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں
علی قلوب اقفالھا ؟	کرتے یا ایسا ھوا ھے کہ انکے دلوں پر قفل
(۴۷ : ۲۵)	چڑھگئے ھیں ؟

کیا تم وہ ھو جنکے لیے کہا گیا کہ :

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان	اور انکے دلوں پر ھم نے پردے ڈالدیے
یفقھوہ وفی آذانھم وقرا !	ھیں کہ نہ رکی آنکھہ بیکار ھوگئی اور
(۱۷ : ۴۸)	انکے کان بہرے ھوگئے ھیں !

آہ ' تم کو معلوم ھے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اسکی سنۃ اللہ کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کیلیے بدل نہ جائیگی - اسکا یہ قانون ھے کہ آگ جلاتی ھے اور زھر کھانے سے آدمی مرجاتا ھے ' اور اسی طرح غفلت و معصیت ھلاکت لاتی ھے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ھوتا ھے - ھمیشہ ایسا ھی ھوا ھے ' اب بھی ایسا ھی ھو رھا ھے ' اور آیندہ بھی ایسا ھی ھو گا :

سنۃ اللہ فی الذین خلوا	یہ اللہ کا قانون ھے جسکے مطابق تمام
من قبل ولن تجد	گذری ھوئی قوموں سے سلوک ھوا
لسنۃ اللہ تبدیلا (۳۳ : ۲۶)	اور اللہ کے قانون میں تم کبھی
	تبدیلی نہ پاؤ گے !

* * *

پس میں آج سب کچھہ چھوڑ کے تم سے ایک ھی آخری بات کہنی چاھتا ھوں ' اور یقین کرو کہ اسکے سوا جو کچھہ کہا جاتا ھے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھہ بیکار ھے اور اس میں تمہارے لیے کوئی برکت و امن نہیں - سو یاد رکھو اور ماننے کیلیے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ھر عمل بیکار ھے ' اور تمہاری فکروں کی ھر فکر گمراھی و ضلالت ھے - تمہارے لیے صرف ایک ھی راہ نجات ھے اور بغیر اسکے کسی طرح چھٹکارا نہیں - تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذروگے ' اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہوگا ' اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے - تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ھے کہ توبہ کرو ' توبہ کرو ' اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھہ خدا کے آگے جھک جاؤ ' اسکی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو ' اسکے عشق اور محبت کو اسقدر پیو کہ بدمست ھو جاؤ اور اسکے آگے اسطرح گرو اور اسطرح روؤ اور اسقدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجاے ' اور وہ تمہیں بچے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے ' اور سب کچھہ تمہیں کو دیدے ' جسطرح کہ سب کچھہ تمہیں کو اس نے بخشدیا تھا :

یاایھا الذین آمنوا ان تتقوا	مسلمانو ! اگر تم اللہ سے ڈرنے
اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر	والے ھوجاؤ ' تو اللہ تمام دنیا میں
عنکم سیئاٰتکم و یغفر لکم	تمہارے لیے ایک امتیاز اور سربلندی
و اللہ ذو الفضل العظیم -	پیدا کردیگا ' نیز تمہاری تمام برائیوں
(۸ : ۲۹)	کو دور کر دیگا اور تمہیں بخشدیگا -

تم اسکے آگے کیوں نہیں جھک جاتے ؟ وہ تو بڑا ھی فضل و کرم کرنے والا ھے !

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا ' تم نے نا فرمانیوں کی حد تک کڑواھٹ چکھہ لی ' تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے ' تم نے دیکھہ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ھوگئی ' اور ایک اسکے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے

گئي ؟ پس مان جاؤ اور اب بھي باز آجاؤ - گناہوں کو آزما چکے ' آؤ تقوی و راستبازي کو بھي آزمالیں - سرکشیوں کو چکھہ چکے ' آؤ اطاعت کا بھي مزہ دیکھہ لو - غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کر چکے ' آؤ اسي ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے الگ ہو کر ذلتوں اور خواریوں ' ٹھوکروں اور راندیوں کے سوا کچھہ بھي ھاتھہ نہ آیا :

افلا یتوبون الی الله و یستغفرونه و الله غفور رحیم !	پھر کیا ھے کہ اب بھي تم الله کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے • حالانکہ الله تو بڑا ھي بخشدینے والا اور بڑا ھي رحمت فرما ھے -

* * *

تمھارے خدا نے تمھارے ساتھہ کونسي برائي کي تھي کہ تم نے اسے چھوڑ دیا ' اور اسے چھوڑ کے کونسي دولت و نعمت ھے جو تمھیں ھاتھہ آ گئي ؟ خدا سے بڑھکے وہ اور کون محسن ھے جسکے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا ' اور اس سے بڑھکر کس کے پاس محبت اور پیار ھے جسکي زنجیریں تمھارے پانوں میں پڑگئیں ؟ تم غیروں کے پاس جاتے ھو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ ' پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے ؟ اگر تم محبت کے بھوکے ھو تو الرحمن الرحیم سے بڑھکر اور کون ھے جسکے عشق میں اسے چھوڑ رھے ھو ؟ اگر تم رزق کے بھوکے ھو تو رب العالمین سے بڑھکر اور کون ھے جسکے خزانوں کي لالچ نے تم کو متوالا کردیا ھے ؟ اگر تم اپني محنت کي مزدوري مانگتے ھو ' تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون ملگیا ھے جو تمھیں بدلہ دیگا ؟ فاہ ' آہ ' ثم اہ ' علی ما فرطتم في جنب الله !

ام اتخذوا من دونه الهة ؟ قل هاتوا برهانکم - (۲۱ : ۲۴)	پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کے دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ھے ؟ اگر ایسا ھی ھے تو انسے کہو کہ اپني دلیل

پیش کریں کہ وہ کونسی حقیقت ھے جس نے انکي نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ھے ؟

پھر کیا تم بالکل اُس سے بے نیاز ھوگئے ھو اور اب تمھیں خدا کے آگے جھکنے کي کوئي ضرورت نہیں رھي ؟ کیا تم کبھي بیمار نہ پڑوگے جبکہ طبیب مایوسي کا پیام دیگا اور عزیز و اقربا دیکھہ دیکھہ کر نا امیدي سے رو دینگے ' اور کیا اس وقت تمھیں خدا کو پکارنے اور ھر طرف سے مایوس ھوکر اسي سے راحت اور سکھہ مانگنے کي ضرورت نہوگي ؟

کلا اذا بلغت التراقي و قیل من راق ' و ظن انه الفراق ' و التفت الساق بالساق ' الی ربك یومئذ المساق ' فلا صدق و لا صلی ' و لکن کذب و تولی - (۲۸ : ۷۵)	ھاں ' جب روح تڑپ آے کہ جان تن سے کھنچکر گردن کي ھنسلي تک آپہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اسکا علاج کرنے والا کون ھے ؟ اور بیمار خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا ' اور اسکے درد اور بیچیني کا یہ عالم ھو کہ ایک پنڈلي دوسري پنڈلي پر پٹکنے لگے ' سو یہ وہ وقت ھوگا کہ الله ھي کي

طرف انسان کا کوچ ھوگا - پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اُس بدبخت کا کیا حال ھوگا جس نے نہ تو کبھي خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھي اسکے آگے عبادت کیلیے جھکا . بلکہ ھمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا ؟

* * *

اگر تم کو آنکھیں دي گئي تھیں تو اسي لیے تاکہ تم اسکو دیکھو . اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسی لیے تا صرف اسي کو پیار کرو ' اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسي لیے تاکہ صرف اسي کي یاد میں بہاؤ ' اور اگر تمھاري پیشاني بلند کي گئي تھي تو اسي لیے تا اسي کے آگے جھکاؤ ' پر آہ ' تمھاري زبانیں اسکي حمد کے زمزموں سے محروم ھوگئیں ' تمھارے دل اسکي محبت کے نہونے سے اجڑ گئے ' تمھاري روحیں اس اسکي چاھت کي جگہ غیروں کي چاھتیں بھر گئیں ' تمھارے قدم اسکي طرف بڑھنے سے بوجھل ھوگئے ' اور تمھاري آنکھوں میں اسکے عشق کے درد و غم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھي نہ رھا - تمھاري مسجدیں تڑپ رھي ھیں کہ راست بازوں کي تڑپتي ھوئي اور مضطرب نمازیں انکو نصیب ھوں ' مگر حیوانوں اور چار پایوں کے کھڑے رھنے اور اوندھے ھوجانے کے سوا وھاں اور کچھہ نہیں ھوتا - حالانکہ تمھارا خدا تمھارے کھڑے رھنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں ' اور اگر صرف پانوں کو کھڑا رکھنا ھي عبادت ھوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رھسکتے : فویل للمصلین الـذین هم عن صلاتهم ساهون (۱۰۷ : ۴) و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراءون الناس و لا یذکرون الله الا قلیلا (۴ : ۱۴۲)

* * *

بہت ھوچکا ' اب بھي چھوڑ دو ' آہ ' بہت سوچکے اب بھي چونک اٹھو ' بہت گم ھوچکے اب بھي اپنے کو پالو - خدا نے تم کو وہ مہلت دي ھے جس سے بڑھکر آجتک زمین کي کسي مخلوق کو بھي مہلت نہ دي گئي ' پھر نہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور تمھاري جگہہ کسي اور کو اپني چاھتوں کي شہنشاھي اور اپني محبت کا تاج و تخت دیدے ' جیسا کہ اس نے ھمیشہ کیا ھے :

و ربك الغني ذو الرحمه ان یشاء یذهبکم و یستخلف من بعد کم من یشاء کما انشاکم من ذریة قوم آخرین -	اور تمھارا پروردگار بے پروا اور فیاض ھے - اگر وہ چاھیگا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمھارے بعد کسي دوسري جماعت کو کھڑا کردیگا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اُسنے منتخب کیا تھا !

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ھے کہ اُسے نہ دوگے ' اور اپني جانوں کو اسکی محبت سے بھي زیادہ پیارا سمجھتے ھو کہ اسکے لیے دکھہ میں نہ ڈالوگے ' اور اگر تمھارے دلوں کي آھیں تمھارے جگر کي تپش ' اور تمھاري آنکھوں کے آنسو ' اب اسکے لیے نہیں رھے ھیں بلکہ دوسروں کا مال ھوگئے ھیں ' تو یقین کرو کہ وہ بھي تمھارا محتاج نہیں ھے ' اور اسکي کائنات انسانوں سے بھري پڑي ھے - وہ اگر چاھیگا تو اپنے کلمۂ حق کي خدمت کیلیے درختوں کو چلا دیگا ' پہاڑوں کو متحرک کردیگا ' کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اُٹھنے لگینگي ' پر وہ فاسق اور نا فرمان انسانوں سے کبھي بھي کام نہ لیگا ' اور اپنے پاک کام کي عزت کو انکے دلوں کي گندگی سے کبھي آلودہ نہ ھونے دیگا - اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ مچ دیکھا کہ جب تمھارے اندر سے اسکي پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ھاتھوں سے اشارہ کورھا ھے :

یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین ' یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم - ذالك فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو فضل عظیم -	اے مسلمانو ! تم میں سے جو شخص دین حق کي راہ سے پھر جائیگا سو اسے یقین کرنا چاھیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کیلیے اسکا محتاج نہیں ھے - قریب ھے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے جو الله کو چاھنے والي ھوگي اور الله اسے پیار کریگا - وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ھونگے پر دشمنان حق کیلیے نہایت مغرور و سرکش ' الله کي راہ میں بیخوف مجاھد ھونگے ' اور کسي الزام دینے والے کے الزام کي

پروا نہ کرینگے - یہ الله کا بڑا ھي فضل ھے - جس کو چاھے چن لے - وہ بڑا ھي فضل و کرم والا ھے -

الحق و الباطل

او الاصلاح و الافساد

حقیقت بقاے اسلام و فناے کفر

آج ہم چاہتے ہیں کہ قران حکیم کی تفسیر کے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کے متعلق ایک سلسلۂ مضمون شروع کریں -

یہ مسئلہ نہایت عظیم الشان ہے اور قران حکیم کے بکثرت بیانات و تصریحات ہیں جنکا فہم صحیح اس کے سمجھہ لینے پر موقوف ہے - ہم کوشش کرینگے کہ اس سلسلہ کی ہر صحبت ایک مستقل صحبت ہو' اور اپنے اتمام لذت و تکمیل مطالعہ میں ماسبق و مابعد کی محتاج نہو - و ما توفیقی الا باللہ -

(بقاء حق و فناے باطل)

قران حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی تمام تعلیمات کی بنیاد ایک خاص حقیقت و قانون پر رکھی ہے جس کو وہ حق کے بقاء اور باطل کے شکست و ہلاکت سے تعبیر کرتا ہے - یعنی وہ کہتا ہے کہ کائنات عالم میں ایک چیز ہے جسکا نام حق ہے - اسکا خاصۂ قدرتی یہ ہے کہ وہ صرف کامیابی و فتح اور بقاء و دوام کیلیے ہے - نقصان اور ہلاکت کبھی اسکے لیے نہیں ہوسکتی - اسکے بالمقابل ایک دوسری چیز ہے جسکا نام " باطل " ہے - سو جسطرح پہلی چیز صرف بقاء کیلیے تھی' اسی طرح یہ صرف فناء و ہلاکت کیلیے ہے - اسکو کبھی بھی کامیابی نہیں ملسکتی اور کبھی وہ حق پر غالب نہیں آسکتی - پھر جا بجا انہی دو حقیقتوں کو اور مختلف ناموں سے بھی پکارا ہے اور مختلف حالتوں میں آکر انکی مختلف صورتیں بتلائی ہیں - تاہم ہر جگہ انکے ان دو قدرتی خاصوں کا دعوا اور اعلان عام موجود ہے' اور اس پر اسقدر زور دیا گیا ہے کہ دو تہائی قران اسی قانون بقاء حق و فناء باطل کے ذکر سے لبریز ہے - کہیں صرف صاف اور سادہ دعوا کردیا ہے' کہیں دلائل و شواہد پیش کیے ہیں' کہیں مثالوں کے پیرایہ میں سمجھایا ہے' کہیں حق و باطل کے مشہور معرکوں کی سرگذشتیں دہرائی ہیں' اور کہیں مختلف قوموں اور ملکوں کے قصص و واقعات سنا کر اسکی حقیقت کو ذہن نشین کیا ہے - پھر کہیں اس قانون کے نفاذ کے آثار و علائم بتلاے ہیں' کہیں اسکے نتائج و ثمرات کو گنایا ہے' کہیں بتلایا ہے کہ اسکی حکومت ابتداء خلقت سے ہے اور آخر تک رہیگی' کہیں خبر دی ہے کہ دنیا کا ماضی اور مستقبل یکساں طور پر اس قانون کی صداقت کی شہادت ہے' اور کہیں نہایت شرح و بسط سے ان تمام شبہوں اور اعتراضوں کے جواب دیے ہیں' جنکو نادان و غافل انسان اس قانون کی اٹل بادشاہت پر کر بیٹھتا ہے -

پھر اس سے بھی زیادہ یہ کہ یہ قانون قران حکیم اور دین الہی کیلیے ایک ایسی بنیادی حقیقت ہے جو اسکی تعلیم و ہدایت کی تمام شاخوں پر جاری ہے - بتلایا جاتا ہے' سب کے اندر سے اسی قانون الہی کی صدائیں اٹھہ رہی ہیں - قصص و واقعات ہیں تو اسی قانون کیلیے' امثال و حکم ہیں تو اسی قانون کیلیے - احکام و نواہی ہیں تو اسی قانون کیلیے - کائنات ہستی اور مظاہر فطرت کے مطالعہ کا حکم دیا جاتا ہے تو اسی کے لیے - ملکوت السماوات والارض کے تفکر و تدبر پر زور دیا جاتا ہے تو اسی کی غرض سے - غفلت اور اعراض پر تنبیہ کی گئی ہے تو اسی کی خاطر' اور تعقل و تفقہ کا حکم دیا گیا ہے تو صرف اسی کے واسطے - دنیا میں جو کچھہ ہے اور جو کچھہ ہوتا ہے' قرآن کہتا ہے کہ سب کو اسی قانون کیلیے دیکھو اور سب پر اسی کے سمجھنے کیلیے غور و فکر کرو - وہ کہتا ہے کہ اگر آسمان پر ہر طرف سے گھٹائیں امنڈ آئی ہیں اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چل رہے ہیں تو تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اس قانون کو نہیں سمجھتے ؟ اگر سمندروں میں موجیں اٹھہ رہی ہیں اور بڑے بڑے جہاز ان میں تنکوں کی طرح تہہ و بالا ہو رہے ہیں تو تمہاری آنکھوں کو کیا ہوگیا ہے کہ تم اس قانون کو نہیں دیکھتے ؟ باغوں میں پھول کھلے ہیں اور کھیت شادابی سے لہلہا اٹھے ہیں' پر قران کہتا ہے کہ پھولوں کے اوراق میں بھی اسی قانون کو پڑھو اور کھیتوں پر سے بھی اسی لیے گذرو تاکہ خدا کے اس سب سے بڑے اور سب سے پہلے قانون کو پالو -

ہم یہاں اُن آیات کو نقل نہیں کرینگے کیونکہ انہی پر آگے چلکر بحث کرنی ہے' اور وہ نہایت کثرت سے ہیں تاہم تم قران کے جس حصہ پر نظر ڈالوگے اس قانون کا دعوا ہر جگہ نظر آئیگا :

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (۱۷ : ۸۱)	اور کہدے کہ حق آیا اور باطل نابود ہوا یقیناً کہ باطل صرف نابود ہونے اور کہو جانے ہی کیلیے ہے -

سورۂ یونس میں ہے :

و يحق الله الحق بكلماته و لو كره المجرمون (۱۰ : ۸۲)	اور اللہ اپنی کلمات سے حق کو حق کر دکھائیگا اگرچہ باطل پرستوں پر یہ شاق گذرے !

وہ ہر جگہ کہتا ہے :

ان الله سيبطله ' ان الله لا يصلح عمل المفسدين (۱۰ : ۸۱)	اللہ باطل کو عنقریب معدوم کردیگا - وہ فساد والوں کو کامیابی نہیں دیتا -

حضرۃ یوسف نے بھی یہی کہا تھا :

و الله لا يفلح الظالمون	خدا ظلم والوں کو فلاح نہیں دیتا -

اسی سلسلہ میں وہ اور زیادہ اس چیز کو واضح کرتا ہے جبکہ کہتا ہے کہ :

ان الله لا يهدي القوم الفاسقين	خدا فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا - یعنی راہ فلاح انہیں نہیں ملتی -

اور پھر اسکے علاوہ عام طور پر انبیاء کرام علیہم السلام اور انکے تمام متبعین کی زندگی کو دیکھا جاے تو انکا ایک ایک عمل اور ایک ایک قول اسی قانون کا یقین و ظہور ہوگا - قرآن حکیم کے علاوہ جسقدر خدا کی مقدس کتابیں دنیا میں آئیں' ان سب نے بھی اسی قانون کی بادشاہت کا اعلان کیا - اخلاق میں آکر بھی ہمکو سچائی کی کامیابی اور باطل کی شکست کا یقین دلایا جاتا ہے' اور عام طور پر گو ایسے انسان کم ہیں جنکو سچائی کی فتح پر سچا یقین ہو' تاہم بولتے سب ہیں کہ کامیابی حق ہی کیلیے رہے -

پس ایک نہایت اہم اور مقدم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن حکیم اور تمام مقدس نوشتوں کے اس دعوے کی حقیقت کیا ہے ؟ اور حق کے بقاء و فتح اور باطل کے فناء و شکست کی حقیقت کیوں بطور ایک قانون کے پیش کی جاتی ہے ؟ یہ کیوں ہے کہ حق کامیاب ہو اور کیوں نہ یہ سمجھہ لیں کہ کامیابی باطل کیلیے ہے ؟

دین الہی اور قرآن حکیم نے اپنے تمام دعوؤں کی صداقت کی

همیشه یهي دعوا کیا هے که کامیابي و نصرة ظاهر هوکر بتلا دیگي که حق کون هے اور باطل کس کے پاس هے؟

یا قوم اعملوا علی مکانتکم	اے لوگ! تم یهي جگه کام کرو' میں
اني عامل فسوف تعلمون	بهي کام کررها هوں عنقریب جان
من له عاقبة الدار - انه	جاؤگے که انجام کار کس کیلیے هے؟
لا یفلح الظالمون -	الله کبهي ظالموں کو فلاح نهیں دیتا -

پس جب تک اس قانون کي حقیقت اور سچائي کو نه سمجهه لیا جاے' اس وقت تک کوئي انسان نه تو قرآن کو سمجهه سکتا هے اور نه دین حق کے ایمان و حقیقت میں اسکا کوئي حصہ هوسکتا هے -

(قانون انتخـاب طبیعي یا بقاء اصلح)

لیکن قبل اسکے که اصل بحث شروع هو' یه سمجهه لینا چاهیے که تمام عالم وجود و حیات میں "تنازع البقاء" یعني بقاء اور زندگي کے قائم رکهنے کیلیے ایک دائمي جنگ اور مقابله قائم هے' اور اسي حالت سے "انتخاب طبیعي" اور "بقاء امثل و اصلح" کي حقیقت واضح هوتي هے - یعني فطرة صحیح اور طاقتور کو بقاء اور زندگی کیلیے چهانٹ لیتي هے اور کمزور و غیر صالح کو فناء کیلیے چهوڑ دیتي هے-

دنیا میں هم دیکهتے هیں که الله تعالی نے هر وجود کے اندر اسکي طلب رکهدي هے که اپنے تئیں باقي رکهے اور هلاک هونے سے بچاے - یه بقاء کا عشق اسکي طبیعة کا خلقي عشق هے' اور اسقدر قوي هے که وہ جو کچهه کرتا هے صرف اسي کے لیے کرتا هے اور اسکي تمام جد و جهد حیاة کا مبدء یهي هے -

لیکن دوسري طرف کائنات هستي کا یه حال هے که اسکا هر گوشه اور هر ذره اپنے اندر ایک خلقت و مقصد رکهتا هے اور اسکي کوئي چیز ایسي نهیں هے جو بغیر کسي وجود و مقصد کے هو - اس کا نتیجه یه هے که دنیا وجود و خلقت اور اعمال خلقت سے بالکل اتّي هوئي هے اور اس کا کوئي گوشه خالي اور بیکار نهیں هے - اسکي مثال یوں سمجهو که ایک مکان هے اور اسکے صدها کمرے هیں' مگر گهر کا کوئي کمره خالي نهیں هے - اب جب کبهي کوئي شخص گهر کے کسي کمره پر قبضه کرنا چاهیگا تو یه نهیں هوگا که وہ اٹها اور ایک خالي کمره میں بس گیا' بلکه کوشش کرني پڑیگي که اسکو خالي کراے' اور جو شخص پہلے سے اسمیں موجود هے وہ یا تو هٹ جاے یا مٹ جاے -

اس حالت کا قدرتي نتیجه یه نکلا که هر وجود کے بناؤ کیلیے لازمي هو گیا که کسي دوسرے وجود پر بگاڑ طاري هو' اور هر طاقت کے پیدا هونے کیلیے ضروري ٹهرا که کوئي دوسري طاقت کمزور هوجاے - پس دنیا میں هر زندگي اپنے کو باقي رکهنا چاهتي هے' اور باقي رهنے کیلیے جد و جهد کرتي اور اپني راه کو صاف کرتي هے - چونکه هر هستي یهي کر رهي اور اسي کیلیے اسکي حرکت و جهد هے' اسلیے دنیا میں بقاء کي خواهش و طلب سے کشاکش کي ایک باهمي جنگ قائم هو گئي هے - ان گنت فوجیں هیں جو باهمدگر لڑ رهي هیں' ٹکرا رهي هیں' ایک دوسرے کو پامال کر رهي هیں' اور هر فوج چاهتي هے که کامیاب و فتح مند هو - خود باقي رهے' دوسروں کو فنا کردے - حیوانات' نباتات' جمادات' بلکه تمام معنویات و معقولات میں بهي یه باهمي جنگ قائم هے' اور اس تنازع میں چونکه بقاء کیلیے فنا مستلزم اور تعمیر بغیر تخریب کے هو نهیں سکتي' لهذا ناقص چیز بگڑتي هے اور سالم وجود بنتا هے - ناقص جگه خالي کرتا هے اور سالم قابض هوجاتا هے - اسي حالت کا نام تنازع البقاء هے اور اسي سے انتخاب طبیعي قانون همارے سامنے آتا هے -

اب اس کشمکش میں کامیابي اور بقا صرف اسکے لیے هے جس کے اندر عدل و صحت کي وہ حالت پیدا هوجاے جسکا نام طاقت اور تندرستی هے - جسطرح جنگ میں طاقتور فریق فتح پاتا هے' کمزور ... اسی طرح اس جنگ میں بهي طاقت ... اور صحت فتح پائیگي' اور ضعف اور نقص شکست کهاکر رفته رفته هلاک هو جائیگا - اسي سے قانون مدافعة پیدا هوتا هے - یعني اس کشمکش میں جو وجود اپنا دفاع طاقت کے ساتهه کام کرسکے گا اور ... زور سے مغلوب نهوگا وهي باقي رهیگا -

یه چیز که دنیا میں طاقت اور صحت باقي رهتي هے اور ضعف و نقص فنا هو جاتا هے' بتلاتي هے که قدرت الهي نے دنیا میں زنده رهنے' باقي رهنے' نشو و نما پانے' اور غالب هونے کو صرف طاقت و صحت کا خاصه قرار دیا هے' اور اس کا یه قانون هے که وہ طاقت کو منتخب کر لیتي هے تاکه وہ باقي رهے اور ضعف کو چهانٹ دیتي هے تاکه وہ هلاک هو جاے - پس در اصل یه فطرة کا قانون انتخاب هے - طاقت کو باقي رکهنے کیلیے الگ کر لینا اور ضعف کو هلاکت کیلیے جدا کردینا - اسي کا نام انتخاب طبیعي اور نیچرل سلکشن هے -

(بقـاء اصلح و امثل)

اسي انتخاب طبیعي سے بقاء اصلح کي حقیقت واضح هوتي هے - انتخاب طبیعي کے معني یه هیں که فطرة دنیا میں صرف طاقت و صحت اور سلامتي و موفقیت کو باقي رکهتي هے - پس اس سے معلوم هوا که دنیا میں جو وجود سب سے زیاده طاقتور' تندرست' صحیح و سالم' اور نقص و خرابي سے پاک هوگا' وهي باقي رهیگا' اور جو ایسا نهیں هے وہ مٹا دیا جائیگا - یهي معني بقاء اصلح کے هیں - اصلح یعني ارفق' امثل' اجود' اعدل' اسلم' اصح' اور اقوی -

اب دنیا پر نظر ڈالو اور دیکهو که دنیا کي هر خلقت اور حیات و وجود کے هر گوشه میں کس طرح قانون بقاء اصلح نافذ هے اور بغیر انقطاع و تزلزل کے کام کررها هے؟

حیوانات میں سب سے پہلے خود انسان کو دیکهو' انفراد کي حالت میں بهي جانچو اور اجتماع کي حالت میں بهي مطالعه کرو - انسان کا جسم طرح طرح کے اعضاء داخلي و خارجي سے مرکب هے اور ان سب کے افعال هیں' خواص هیں' باهم ترتیب و امتزاج کا اعتدال هے' اور پهر اس سے قوت اور ضعف' صحت اور بیماري' نقص اور سلامتي کي مختلف حالتیں اسپر طاري هوتي رهتي هیں-

پس سب سے پہلے تو اسکے هاتهه میں شکار کا برچها' عملیات کا آله' جد و جهد کا متحرک هاتهه' اور طلب نفع و سود کا ولولۂ فطري' اور هجوم و دفاع کا بڑهنا اور هٹنا نظر آتا هے - وہ اپنے کو باقي رکهنے اور قوي بنانے کیلیے جن جن چیزوں کا محتاج هے' ان میں سے هر چیز کو جد و جهد کرکے حاصل کرتا هے اور اپنے وجود کے بقاء کے عشق میں صدها وجودوں کو مٹادیتا هے - وہ جانوروں کو هلاک کرتا اور انکا گوشت کهاتا هے - ان جانوروں کے مقابلے میں وہ اصلح هے' پس اصلح کیلیے غیر اصلح فنا هوجاتے اور اصلح اضعف کو مٹا دیتا هے - وہ اپنے تمام اعمال حیات میں فوائد و قوی کو حاصل کرتا اور مضرت کو دور کرتا هے - اسکے بهي یهي معني هیں که وہ باقي رهنے کیلیے اپنے کو قوي بناتا اور ضعف و اضمحلال سے بچتا هے - وہ هلاکت کے هر حملے کو اپنے سے دور کرتا' انکے دور کرنے کے وسائل عمل میں لانا' اور هر نقصان پهنچانے والے اثر کو دفع کرتا هے - یه بهي وهي طلب بقاء اور اصلح بننے کي سعي هے - اسي طرح اسکے تمام اعمال کو دیکهه جاؤ - سب کے اندر یهي چیز نظر آئیگي - پهر اسکے بعد دیکهوگے که جب انسان کے اندر ضعف پیدا هوگیا' نقص پیدا هوگیا' فتور آگیا' اعتدال سے انحراف هوگیا' اسکے کارخانۂ جسم کا کوئي پرزا ٹوٹ گیا' زنگ آلود هوگیا' یا اور کوئي ایسي حالت طاري هوگئي جس کے بعد وہ اصلح نه رها اور ضعف و نقص اس پر چها گیا' سو اسکا قدرتي نتیجه یه نکلیگا که وہ هلاک هوجایگا اور باقي رهنے کے قابل نه رهیگا - فطرة اسکو چهانٹ دیگي' کیونکه وہ کهتي هے که میري دنیا صرف اصلح' اسلم' اور اقوی کیلیے هے - ناقص یہاں نهیں بس سکتا -

پھر اجتماعی حالت میں دیکھو تو یہی قانون نظر آتا ہے - طاقتور گھرانے اور نسلیں ضعیف گھرانوں اور نسلوں کو مقابلے میں شکست دیدیتی ہیں - قوی قومیں کمزور قوموں کو ہلاک کردیتی ہیں - جس جماعت اور قوم کے پاس طاقت ہے' وہ طاقت کے قدرتی حق کا حربہ لیکر اٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ خدا کی زمین میرے لیے ہے' کیونکہ میں طاقتور ہوں - پس تمام کمزور قومیں اسکے دعوے کے آگے جھک جاتی ہیں اور اپنی جگہ خالی کردیتی ہیں تا طاقت والی قومیں اسپر قابض ہوجائیں - یہ بھی بقاء اصلح ہے - اصلح نے غیر اصلح کو شکست دیدی' اور فطرۃ نے اصلح اقوام کو بقاء کیلیے چھانٹ لیا -

اسی طرح عام طور پر تمام حیوانات کو دیکھو - طاقتور اور اصلح حیوانات باقی رہتے ہیں' ضعیف و غیر اصلح مرتے جاتے ہیں یا تو وہ خود اپنی جگہ خالی کردیتے ہیں' کیونکہ ضعف کا نتیجہ موت ہے - یا پھر ضعف کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کر سکتے اور طاقت انکو اپنا لقمہ بنا لیتی ہے - شیر بکری کو کھا لیتا ہے' بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل لیتی ہے - ہوا میں اڑنے والے جانور چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور بھنگوں کو ہلاک کرکے اپنی غذا بنا لیتے ہیں -

نباتات کو دیکھو' جو درخت طاقتور ہوتا ہے اسی کو زمین اپنی گود میں جگہ دیتی ہے اور جو کمزور ہوجاتا ہے اسکو چھانٹ دیتی ہے - وہ خشک ہوکر فنا ہوجاتا ہے - ایک ہی جگہ دو چیزیں نظر آتی ہیں - ایک بڑے تناور درخت کی جڑیں ہیں جو پھیلی ہوئی ہیں' ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے درختوں کے پودے پانی دے دیکر اگائے گئے ہیں - فطرۃ بڑے درخت کو باقی رکھنے کیلیے چھانٹ لیتی ہے - اسکے پھیلے ہوے ریشے زمین کی تمام رطوبت اور قوۃ نشو کو کھینچ لیتے ہیں اور ضعیف پودوں کیلیے کچھ باقی نہیں رہتا - وہ فنا ہوجاتے ہیں - تم ہزاروں درخت لگادو اور صدھا تخم زمین میں چھڑک دو - پھل وہی لائیگا اور زندگی و بقا اسی کو ملیگی' جو اصلح ہوگا - غیر اصلح کو زمین قبول نہ کریگی اور وہ اپنی غیر اصلحیت سے اپنی موت کا اعلان کردیگا -

جمادات کا بھی یہی حال ہے - البتہ انکے جمود اور تھونس اجزا کی وجہ سے انکے اعمال و تغیرات کی رفتار بہت ہی دھیمی ہے' اور گھڑی کے گھنٹے کی سوئیں کی حرکت کی طرح تم انکی حرکت و تغیر کو دیکھ نہیں سکتے -

اس سے قطع نظر' دنیا میں وجود اور زندگی میں سے جو کچھ ہے' سب بقاء اصلح کے ماتحت ہے - پھر کتنے ہی حیوانات ہیں جو زمین کی گود میں پیدا ہوے' پر اس نے انہی کو قبول کیا جو اصلح تھے - کتنے ہی انواع حیوانات کی نسلیں ہیں جو مدتوں تک زمین میں چلی پھریں' مگر باقی وہی رہیں جو اصلح تھیں - کتنے ہی درخت اگے اور طرح طرح کی سر سبزیاں زمین کی سطح پر نظر آئیں مگر جن میں ضعف و نقص پیدا ہوگیا' وہ سب کے سب چھانٹ دیے گئے' اور جو تندرست رہے' باقی رکھے گئے - جنگل میں صدھا درخت کھڑے ہیں - جو سر سبز ہیں' پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوے ہیں' وہی پالے جائینگے' انہی کی رکھوالی کی جائیگی' اور انہی کو زندہ رکھا جائیگا' مگر جو سوکھ گئے' انکی شاخوں میں سبز پتے نہ رہے' اور وانکے سایے میں راحت اور آرام باقی نہ رہا' سو وہ کاٹ دیے جائینگے - انکی لکڑیاں چولھوں میں جل جل کر پکاریںگی کہ دنیا میں زندگی صرف اصلح کیلیے ہے - غیر اصلح کو آگ اور سوختنی کے سوا کچھ نہ ملیگا - نظیری نیشاپوری اسی کو کہتا ہے:

تو نخلِ میوہ فشاں باش در حدیقۂ دہر
کہ کم درخت قوی خشک شد کہ نہ شکستند

آبنوس کے درخت کی لکڑی سے کنگھی بنی اور زلف معشوق کی عطر لٹوں سے ہم کنار ہوئی' لیکن اسی کی ہم جنس لکڑیاں تھیں جو چولے میں جل رہی تھیں' اور اسی گھر کے چولھے میں جسکے صحن باغ میں آبنوس کے شانۂ حسین سے دست حسن آرائش پا رہا تھا - غور کرو تو یہ بھی بقاء اصلح ہے - اصلح نے وہی جگہ پائی جو اصلح کیلیے تھی - غیر اصلح کو وہی جگہ ملی جو اسکے لیے قرار دیدی گئی تھی - فطرۃ انتخاب کرتی ہے -

اچھا' ایک گھر گر گیا اور ایک کی چھتیں استحکام و استواری کے ساتھ قائم ہیں - تم نے کبھی سوچا' کہ یہ کیا ہے؟ کیا یہی نہیں ہے کہ جو عمارت اصلح ہے اور قوی ہے' باقی رہیگی' جو غیر اصلح ہے' فنا ہوجائیگی؟

شہروں کو دیکھو' آبادیوں کو دیکھو' زمینوں کو دیکھو' نہروں کو دیکھو' کتنے ہی شہر ایک وقت میں آباد ہوتے ہیں' پر آگے چلکر چند شہروں کی آبادی بڑھتی اور قائم رہتی ہے - باقی اجڑ جاتے ہیں اور انسانوں کی جگہ زاغ و زغن کا آشیانہ بنتے ہیں - کیوں؟ اسلیے کہ قانون بقاء اصلح نافذ ہے - جو آباد رہا وہ اصلح تھا - جو اجڑ گیا وہ اصلح نہ تھا -

زمین ہر جگہ ایک ہی طرح کی زمین ہے مگر ہر زمین آباد نہیں - آباد وہی ہوتی ہے جو آبادی کے لیے اصلح ہے - تم کہتے ہو کہ اسکی ہوا اچھی ہے' اسکا پانی صحیح ہے' اسکا موسم خوشگوار ہے - الفاظ بہت سے ہوگئے مگر مطلب سبکا ایک ہی ہے - یوں کہو کہ جو زمین آباد رہنے کیلیے اصلح تھی وہ آباد رہی' جو اصلح نہ تھی آباد نہ ہوئی - اسکا اصلح نہونا دیکھہ لو - چٹیل میدان ہے' جنگل ہے' اشرف المخلوقات کی جگہ سانپوں اور کیڑوں کا مسکن ہے!

پھر یہ کیا ہے کہ ایک زمین پر کانٹے نظر آتے ہیں' اور ایک پھولوں اور سر سبزیوں سے بہشت بنی ہوئی ہے؟ اسلیے کہ پہلی اصلح نہیں ہے - وہاں پھول نہیں آگتا' وہ مفسد ہے - مفسد کو یہ حق نہیں کہ پھولوں کا تاج اسکے سر پر رکھا جاے - اسکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا جائیگا - دوسری زمین اصلح ہے - پس وہ دلفریب رنگتوں اور روح پرور عطر بیزیوں سے دلفریب بنائی جائیگی' اور حسن و خوبروئی کا باغ وہاں آراستہ ہوگا -

ایک نہر کیوں سوکھ گئی؟ اصلح نہ تھی کیونکہ نہر بننے اور پانی کے جاری رہنے کی قوت اس سے چھن گئی - جمنا اور گنگا کیوں بہ رہی ہیں؟ اسلیے کہ اصلح ہیں - غیر اصلح نالے اور نہریں سب اسی میں آکر جذب ہوجائینگے -

(عالم معنویات اور بقاء اصلح)

اب چند لمحوں کیلیے ایک اور دنیا میں آؤ - خیالات ہیں' افکار ہیں' علوم ہیں' ایجادات ہیں' تعلیمات ہیں' قوانین ہیں' زبانیں ہیں' اسماء ہیں' اصطلاحات ہیں' راگنیاں ہیں' ضرب المثلیں ہیں' تصنیفات اور کتب ہیں - اس قسم کی تمام چیزوں کو جن کا تم تصور کرسکتے ہو اپنے سامنے لاؤ' اور دیکھو کہ ان سب میں بھی تنازع البقاء جاری ہے - پھر انتخاب طبیعی ہے' اور بقا و عاقبت اسی کیلیے ہے جو اصلح و اوفق ہے - ہزارہا خیالات و افکار پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں - لیکن باقی وہی رہیگا جو اصلح ہے - صدھا علوم قائم ہوے اور صدھا ایجادات کی گئیں' مگر انتخاب طبیعی نے ثابت کردیا کہ جو علوم نافع تھے انکو عروج و اشاعۃ نصیب ہوئی' جو نافع اور اسلیے اصلح نہ تھے' مٹ گئے - نافع علوم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے - چاندی سونا بنانے کی کیمیا کا فن کتنے عرصہ سے دنیا میں پیدا ہوچکا ہے؟ اور کتنے ہی انسانوں نے اسکے لیے اپنی زندگیاں وقف کردی ہیں؟ لیکن دیکھو

مذاکرۂ علمیّہ

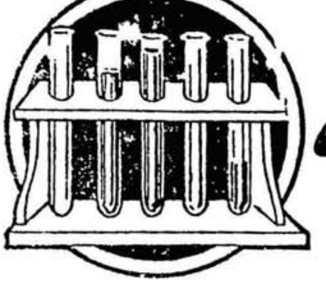

بقاء اصلح کے قانون نے کیسا فیصلہ قطعی کردیا ؟ جوتا بنانے اور لوہاری کا فن ہزاروں برس سے برابر زندہ و قائم و روز افزوں ہے ' و تانبے کو سونا بنانے کا فن دنیا میں کوئی نہیں جانتا - طرح طرح کی تعلیمیں انسانوں نے دیں' طرح طرح کے قوانین بنائے ' طرح طرح کے اصول اور قواعد گھڑے' مگر فطرۃ نے باقی رکھنے کے لیے انہی تعلیموں او قانونوں کو چھانٹ لیا جو اصلح و احق تھے' کیونکہ ان میں باہم مقابلہ ہوا - مقابلے میں وہی جیتا جو اصلح تھا - پس اصلح قانون کو انسانوں نے قبول کرلیا ' غیر اصلح قوانین شکست کھاکر مٹ گئے -

اسی طرح صدھا زبانیں قائم ہیں' کیونکہ اصلح ہیں ' اور صدھا زبانیں پیدا ہوکے اور تھوڑی مدت تک قائم رہکر مٹ گئیں' کیونکہ اصلح نہ تھیں - ایک ہی ملک میں دس زبانیں بولی جاتی ہیں - ان میں تنازع البقاء شروع ہوتا ہے - آخر میں طبیعۃ انتخاب کرتی ہے' اور وہی باقی رہتی ہے جو اصلح ہے - لوگ ہندوستان میں اردو اور ناگری کے لیے جھگڑتے ہیں' حالانکہ اگر وہ اسکا فیصلہ انتخاب طبیعی کے ہاتھ میں چھوڑ دیں تو بہتر ہے - جو بولی اصلح ہوگی وہی باقی رہیگی - پھر کتنی ہی کتابیں ایک ہی فن اور علم میں لکھی جاتی ہیں ' اور میدان قبولیت میں تنازع البقا شروع ہوتا ہے - آخر میں اصلح باقی رہتی ہے - غیر اصلح فنا ہوجاتی ہے - سعدی کی گلستاں و ملا جامی کی بہارستان کے اصلح تھی - وہ زندہ ہے - بہارستان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں - خواجہ حافظ اور سلمان ایک ہی عہد میں تھے - حافظ کا کلام اصلح تھا - اسکے عشق سے ہر دل معمور ہے - سلمان کا کلام اسکے مقابلے میں اصلح نہ تھا ' صرف تذکروں ہی میں نام رہ گیا - ایک ہی وقت میں ایک چیز کے چند نام رکھ جاتے ہیں ' ایک ہی حقیقت کیلیے مختلف اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں - ایک ہی حکمت کیلیے بہت سی کہاوتیں اور ضرب المثلیں نکلتی ہیں - ان سب میں باقی وہی رہتی ہیں جو اصلح ہیں - فطرۃ الہی تھوڑے ہی دنوں میں انتخاب طبیعی کا قانون نافذ کرکے بتلادیتی ہے کہ زندگی کی کون مستحق تھی اور کس کو مٹ جانا تھا ؟

حاصل مبحث یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے میں دونوں کے تصادم اور کشاکش کی ایک جنگ برپا ہے - ایک دوسرے پر غالب اور ایک دوسرے کو دفع کرتی ہے - اسی دفع و اندفاع کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں صحت و طاقت و سلامتی باقی رہتی ہے' اور نقص و فساد فنا ہوجاتا ہے - انتخاب طبیعی اسی کا نام ہے - قوۃ اور صحت ہی کو فطرۃ باقی رکھیگی - اسنے کہدیا ہے کہ میں صرف اصلح و امثل کے ساتھ ہوں - انہی کی حفاظت کرونگی ' انہی کو بچاونگی ' انہی کو آخر کی کامیابی دونگی' اور وہی باقی رہینگے -

. اب جبکہ تم یہ سب کچھ پڑھ چکے اور سن چکے ' تو میں اخر میں عربی کے دو چھوٹے جملے بولونگا جو قرآن حکیم میں ہیں - ایک یہ کہ : ان الباطل کان زهوقا - دوسرا یہ کہ : العاقبة للمتقين - لیکن اتنی بڑی حکایت کے بعد ان دو جملوں کے کہنے سے کیا مقصد ہے ؟ اسکو پہلے خود سونچو' اور پھر انتظار کرو کہ آیندہ اشاعۃ میں قانون بقاء حق کی دوسری صحبت منعقد ہو-

التحـــول الفجـــائي

یعنـــي

(MUTATION)

(۱)

(اختلاف صور انواع)

حیوان و نباتات' دونوں کے انواع و اقسام میں امتیاز و فرق اسدرجہ نمایاں ہے کہ کبھی ایک نوع پر دوسری نوع کا شبہ نہیں ہوتا - انسان ' شیر ' گھوڑا ' ہاتھی ' یہ حیوان کی مختلف انواع ہیں - اسیطرح سیب ' ناشپاتی ' نارنگی ' اور انگور ' نباتات کے مختلف اقسام ہیں ' مگر کیا کبھی کسی صحیح العقل انسان کو شیر پر انسان کا ' ہاتھی پر گھوڑے کا ' سیب پر انگور کا ' ناشپاتی پر نارنگی کا دھوکا ہوا ہے ؟

فرق باہمی کا یہ وضوح و امتیاز صرف نوعوں تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ ایک ہی نوع کی مختلف اصناف میں بھی موجود ہے -

اس عہد تفریح و فرنگی مآبی کا محبوب ترین جانور کتا ہے - اسکو معلوم ہے کہ اسکی بہت سی قسمیں ہیں - بعض اتنے بڑے ہیں کہ بھیڑیے کے ہم قامت ہیں ' بعض اتنے چھوٹے ہیں کہ بلی کے برابر ' بعض کا سر بڑا مگر جسم مختصر ' بعض کا سر مختصر مگر جسم بڑا ' بعض کا جسم بال سے برہنہ ' اور بعض کا ہر حصہ گھنے بالوں کے ایک ضخیم غلاف میں ملفوف -

عالم شعر و ادب کے ہر دلعزیز معشوق یعنی کبوتر کی دو ہزار قسمیں ہیں - بعض سرخ ہیں ' بعض سفید - اسکا ورنگ ہیں بعض سیاہی مائل - " دمشقی " [illegible] " اور " [illegible] " - ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں - انکی چونچوں کے رنگ اور ساخت میں اختلاف ہے -

(تشـابـه و توحـد انواع)

ایک طرف تو یہ عالم اختلاف ہے - دوسری طرف ایک عالم اتحاد و اشتراک بھی موجود ہے - جس طرح تمام انواع ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہیں ' اسی طرح ایک لحاظ سے بالکل مشترک و متشابہ بھی ہیں - اور نہ صرف اصناف و اقسام میں ' بلکہ انواع کے اجزاء جوہریہ میں بھی ایک حیرت انگیز باہمی تشابہ اور یکسانیت و اشتراک نظر آتا ہے !

مثلاً انسان اور شیر کو لو ! دونوں میں جسقدر اختلاف ہے ظاہر ہے ' مگر گوش و چشم' بینی و دہان' زبان و دندان' بلکہ دل و جگر' معدہ و زہرہ' اور گردہ و امعاء سے گذر کے انکے مایۂ خمیر یعنی رگ' شریان' ریشے (۱) حویصلات (۲) تک باہم مشترک ہیں !

ایک انسان اور ایک چوہے کی لاش کو تشریح کے بعد دیکھو ! ہاتھ پیروں کی انگلیاں ' آنکھوں کے پردے ' (۳) رطوبۃ مائیہ رطوبۃ بیضویہ (۴) غرض کہ مشکل سے کوئی ایسا جزء جوہری [illegible] ایک میں ہو اور دوسرے میں نہ ہو -

یہ تشابہ و تماثل جنین میں اور بھی زیادہ نمایاں ہوتا ہے - انسان ' چوپائے ' اور پرندے کے جنین اپنے دور اول میں اسدرجہ متشابہ ہوتے ہیں کہ تمیز مشکل ہوتی ہے -

(مسئلۂ وحدت اصل انواع)

یہ گونہ گوں انواع و اصناف مستقل بالذات ہیں یا ایک دوسرے سے مشتق و منشعب؟ یعنی ہر نوع الگ الگ اپنا نوعی وجود و اصل رکھتی ہے یا باہم ایک دوسرے سے نکلی ہوئی ہیں؟ یہ ایک گرہ ہے جسکی کشایش سے تشابہ اور تبائین دونوں عاجز ہیں -

مختلف طبقات ارضی کے درس کے لیے عرصہ سے جابجا زمینیں کھودی جارہی ہیں - اس سلسلہ میں بہت سے حیوانات کے آثار و بقایا بھی دستیاب ہوے ہیں - ان آثار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انواع مستقل بالذات نہیں ہیں بلکہ تشبیہ کی زبان میں ایک درخت کی مختلف شاخیں ہیں - یعنی ایک ہی نوع سے تمام نوعیں نکل آئی ہیں - سب سے پہلے فرانس کے چند پروفیسر یعنی علامۂ مائیہ ' لا مارک ' ایتان ' جو فرسان ' ہیلر وغیرہ نے اس وحدت اصل کے مسئلہ پر غور کیا ' اور اسکو نظریہ کی صورت میں پیش کیا - مگر شرح و بسط اور دلائل و براہین سے اسکو اسدرجہ مستحکم نہ کرسکے کہ عالم علمی میں آواز باز گشت پیدا ہوسکتا -

اس مسئلہ کیلیے ان علماء فرانس کی تحقیقات فی الحقیقت ایک دوسرا دور تھا - پہلا دور حکماء اسلام کا ہے جنہوں نے اس نظریہ کی صدا سب سے پہلے بلند کی - علامۂ ابن مسکویہ صاحب فوز الاصغر ' مصنفین رسائل اخوان الصفاء ' امام راغب اصفہانی ' مولانا روم ' حکیم سنائی ' اور عمر خیام وہ حکماء ہیں جنہوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں ہیلر اور لا مارک سے کئی صدی اسے واضح کرنا چاہا -

ڈارون نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور ایک طویل درس و مطالعہ ' غور و فکر ' اور کد و کاوش کے بعد اس بلند آہنگی سے اس کا صور پھونکا کہ تمام عالم علمی گونج اٹھا - یہ اس مسئلہ

(صفحہ ۱۰ کے نوٹ)

(۱) انگریزی میں (Fibre) ان بال یا تاگے کی طرح باریک اور لمبے اجسام کو کہتے ہیں جن سے رگیں اور نسیج مرکب ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ "لیف" ہے جسکی جمع الیاف آتی ہے - فائبر کے لفظی معنی " ریشہ " کے ہیں کیونکہ وہ دیکھنے میں بالکل مثل ریشے کے معلوم ہوتے ہیں - ہم نے لیف کی جگہ اردو کے ایک سبک اور سہل لفظ یعنی " ریشے " کو اصطلاح کیلیے مناسب سمجھا ' اور یہ اپنے معنی پر پوری طرح حاوی بھی ہے -

(۲) حویصلہ (جمع حویصلات) وہ مجوف چھوٹا سا جسم جسمیں کوئی خلط پائی جاے - یہی کرہ ہے جسمیں حیوانات منویہ پیدا ہوتے ہیں - انکو انگریزی میں (Vesicle) کہتے ہیں -

(۳) فن تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھہ کا ڈھیلا دو قسم کی رطوبتوں سے لبریز ہوتا ہے - اول پانی کی طرح ایک سیال رطوبت ' جسکے دو خزانے ہوتے ہیں - اور دونوں خزانوں کے درمیان ایک پردہ سا حائل ہوتا ہے - عربی میں اس رطوبت کو رطوبت مائیہ اور اس حجاب کو قزحیہ کہتے ہیں - انگریزی میں دونوں کو علی الترتیب (Aqueous humours) اور (Iris of eye) کہتے ہیں -

(۴) یہ دوسری رطوبت ہے جو منجمد اور عدسی صورت میں (عدسی صورت میں یعنی دال کی طرح) ایک آبگینی جسم میں پائی جاتی ہے - اسکو عربی میں رطوبت بلوریہ اور انگریزی میں (Vitreoushumours) کہتے ہیں -

کا تیسرا دور ہے ' اور اسی دور میں آکر اس نظریہ نے مقبولیت حاصل کی ہے

(قـــانون تنـازع البقاء)

دنیا میں ایک طرف ہر شے کو اپنا وجود عزیز ہے اور اسکے حفظ و بقاء کے لیے ساعی و کوشاں ہے ' دوسری طرف بعض کا وجود بعض کے فنا کے ساتھہ وابستہ - اسلیے تمام عالم میں ایک جنگ بپا ہے ' اور ہر شے اسمیں حملہ آور یا مدافعہ کی حیثیت سے مصروف پیکار ہے - یہی جد و جہد ہے جسکو (Struggle for Existence) کہتے ہیں - اور عربی میں اسکا ترجمہ " تنـازع البقاء " ہے یعنی اپنی بقاء و قیام کیلیے عالم وجود کی ہر شے ایک دوسرے سے کشمکش اور تصادم میں ہے -

جنگ کا قاعدہ ہے کہ اسمیں قوی اپنے سرپر فتح کے نشان اڑاتا ہے اور ضعیف مذلت و شکست کی خاک - اس قاعدۂ عامہ کی بناء پر اس مخصوص جنگ میں بھی طاقتور سر بلند و فتحیاب ہوتا ہے ' اور کمزور پامال و مقہور - چونکہ جنگ برابر جاری رہتی ہے اسلیے نتیجۂ لازمی یعنی پامالی کی ضربیں کمزور پر برابر بڑھتی ہیں - یہ پیہم ضربیں ضعیف کے نقش ہستی کو بتدریج پامال کردیتی ہیں - یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مرقع کائنات اس سے خالی ہو جاتا ہے -

یا یوں کہو کہ بقاء و استمرار وجود ایک خلعت ہے جو صرف اسی کو ملتا ہے جسکو تمام ہمچشموں اور حریفوں پر برتری و تفوق حاصل ہو - معیار تفوق کیا ہے ؟ کشاکش ہستی میں غلبہ و چیرہ دستی - پس جو شخص اسمیں بوجہ قوت کے غالب ہوتا ہے اسکو طبیعۃ (نیچـر) چن لیتی ہے اور یہ خلعت بے بہا بخشدیتی ہے -

گو تعبیریں دو ہیں - مقصد و مفاد ایک ہے - یعنی بقاء قوی اور فناء ضعیف -

تعبیر کی طرح نام بھی دو ہیں - ڈارون اور اسکے پیرو اسکو انتخاب طبیعی یا (Natural Selection) کہتے ہیں ' اور پروفیسر ولز اور ہمنوایان ولز بقاء اصلح یعنی (Survival of the Fittest)

(تشــریح)

تمام اجسام موثرات خارجیہ ' موسم ' غذا ' طرز بود ماند وغیرہ سے متاثر ہوتے ہیں -

برفستان کے باشندے گورے برف کی طرح سفید ہوتے ہیں - اگر انمیں سے کوئی انسان کسی تپتے ہوے گرم ریگستان میں رہنے لگے تو اس کا رنگ خراب ہوجائیگا ' تاہم صباحت قائم رہیگی - چند نسلوں کے بعد یہ صباحت ملاحت سے بدلجائیگی - ایک زمانے کے بعد نسلیں سبزہ رنگ ہوے لگینگی - اسکے بعد پھر سیاہ فام - جن خاندانوں کے پیشرو برف کی طرح سفید تھے ' اب انکی یادگاریں بھونرے کی طرح سیاہ ہیں -

موثرات خارجیہ کی تاثیر کی یہ ایک نہایت سادہ اور عام الوقوع مثال ہے - رنگ ہی کی طرح اعضاء کی ساخت ' قوی ' بلکہ نفس وجود تک اثر پذیر ہوتا ہے -

شیر ایک درندہ ہے - قدرتاً اسکے پنجوں میں ناخن اور دانتوں میں کچلیاں ہوتی ہیں - یہ ناخن اور کچلیاں تیز اور زود شگاف ہوتی ہیں - لیکن فرض کرو کہ شیروں کی ایک جماعت کسی

(۱) پروفیسر ویلز موجودہ عہد کا مشہور حکیم طبیعی اور مذہب نشو و ارتقاء کا ایک رکن اعظم تھا - دو سال ہوے کہ اس نے انتقال کیا - اسکے حالات الہلال کی چوتھی جلد میں مفصل شائع ہوچکے ہیں -

ایسے جنگل میں پہنچ جاے جہاں اسے گوشت نہ ملے تو کیا ہوگا ؟ اکثر تو مرجائینگے - کچھہ ایسے سخت جان ہونگے کہ جی بچینگے - بھوک کی شدت انکے لیے گھانس پتوں کو گوارا کردیگی - وہ سبزی کھانا شروع کردینگے - آنے والی نسلیں اسی عالم میں آنکھہ کھولینگی' انکے لیے یہ معمولی بات ہوگی - ایک معتدبہ زمانے کے بعد تمام آلات و اعضاء سبعیت و درندگی یعنی بڑے بڑے دانت' خونخوار پنجے' قوی اور ہضم کن معدہ' یہ سب کے سب بوجہ تعطیل و عدم استعمال ازکار رفتہ ہوجائینگے' اور اسکے بعد یا تو یہ نسل ضعیف ہوتے ہوتے فنا ہوجائیگی' یا باقی رهیگی مگر بالکل ایک نئے قسم کا شیر بنکر -

گوشت خور (Carnivora) جانوروں کی آنتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور نبات خور جانوروں کی لمبی - جب اس جماعت کی کئی نسلیں نباتات خوری کے عالم میں گذرینگی تو انکی آنتیں بھی گوشت خور جانوروں کی طرح لمبی ہوجائینگی - آنتوں کی طرح وہ تمام اعضاء بھی نشو و نما پائینگے' جنکی گوشت خور زندگی میں ضرورت ہوتی ہے -

اب فرض کرو کہ اس خاندان کے چند اعضاء کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں انکو غذا صرف پانی میں ملسکتی ہو تو پھر کیا ہوگا؟ سابق کی طرح یہ بھی اسی کے خوگر ہوجائینگے - اب وہ اعضاء بھی مضمحل و افسردہ ہوجائینگے جو نباتات خوری کی زندگی میں بڑھے تھے - جبکہ وہ زمین میں اپنی غذا ڈھونڈھتے تھے - اور انکے بدلے اب وہ اعضاء بڑھینگے جنکی ضرورت اس تیسری زندگی میں ہوگی -

مختصراً یہ کہ جب غذا کا تغیر ایک عرصہ تک جاری رہتا ہے تو اسکے بعد اعضاء میں بھی تغیر ہو جاتا ہے -

موثرات خارجیہ سے اعضاء میں تغیرات کا ہونا محض امکان و احتمال یا فرض و تخمین ہی نہیں ہے' بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ایک نوع کے مختلف ممالک میں رہنے والے افراد کے باہمی موازنہ کے وقت صاف نظر آ جاتا ہے' اور انکار کی گنجایش نہیں رہتی -

یہی وہ قانون طبیعۃ ہے جسکا اصطلاحی نام عربی میں مطابقت اور انگریزی میں (Adaptation) ہے -

کسی نسل کے اسلاف (پہلوں) میں موثرات خارجیہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں' وہ ابتداً عارضی ہوتے ہیں' مگر ساتھہ ہی آنے والی نسلوں میں برابر منتقل ہوتے رہتے ہیں - جسقدر زمانہ گزرتا جاتا ہے' اتنے ہی وہ مستحکم اور راسخ ہوتے جاتے ہیں - جب زیادہ مدت گزر جاتی ہے تو پھر یہ تغیرات اسدرجہ راسخ ہوجاتے ہیں کہ دیکھنے والے کو وہ عارضی تغیر کے بدلے جوہری و اصلی معلوم ہوتے ہیں - اور اسی بنا پر ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ اصلاً مختلف انواع ہیں -

تمام اختلافات جن کو لوگ اصلی و جوہری سمجھتے ہیں انکی سراغ رسانی کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ در اصل وہ بسیط سادہ' اور عارضی تغیرات تھے جو موثرات خارجیہ کیوجہ سے پیدا ہوے تھے - پھر نسلاً بعد نسل دائمی' راسخ' مرکب' اور روز افزوں ہوتے گئے یہی چیز قانون وراثت یا (Heredity) ہے -

تنازع البقاء' انتخاب طبیعی بقاء اصلح' مطابقت' اور وراثت' یہی چارستون ہیں جن پر نظریہ ڈارون کی عمارت قائم ہے -

تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ڈارون اصناف و انواع کے تعدد کا سرچشمہ زیادہ تر قانون مطابقت اور قانون وراثت ہی کو قرار دیتا ہے -

یہاں تک مذہب نشو و ارتقاء کا خلاصہ بطور تمہید کے بیان کیا گیا - اب ہم دوسرے نمبر میں بتلائینگے کہ "تحول الفجائی" سے مقصود کیا ہے؟ اور کہاں تک وہ قابل رد یا قابل قبول ہے؟

اسئلة واجوبتها

تفسیر سورۃ و التین

اقسام القران

(۲)

گذشتہ صحبت میں یہ مسئلہ ایک حد تک واضح ہو چکا ہے سورۂ والتین کا موضوع اصلی فطرۃ صادقۂ انسانی کے شرف و خیریت کا اعلان ہے' اور یہ بتلانا ہے کہ انسان نے اپنی حقیقت و فطرۃ کے متعلق جسقدر مایوس خیالات کیے ہیں وہ سب غلط ہیں' نہ تو اللہ نے اسکی فطرۃ کو شر اور بدی کیلیے بنایا ہے اور نہ اسکی حقیقت اسقدر حقیر و ذلیل ہے کہ وہ کائنات ہستی کے ہر وجود و ظہور کے آگے جھک جاے' اور انکے کرشموں کے سامنے اپنے تئیں حقیر و لاچار سمجھہ لے - اگر وہ اپنی فطرۃ صادقہ کو عمل غیر صالح سے پامال نہ کرے تو وہ دنیا میں بڑی سے بڑی عظمت حاصل کرسکتا ہے -

اس موقعہ پر اسقدر اور سمجھہ لینا چاہیے کہ انسان کا اپنی فطرۃ صادقہ کی حقیقت سے بیخبر رہنا' در اصل اسکی تمام ناکامیوں کی اصلی جڑ ہے - کائنات عالم کے دائرۂ حقیقت کیلیے اسکا وجود بمنزلۂ ایک نقطۂ و مرکز کے ہے' پس جب تک انسان اپنے نفس کی حقیقت کو نہیں پائیگا' وہ تمام عالم کی حقیقت کو نہیں پا سکتا' اور حقیقت کو نہیں پا سکتا تو اپنی تخلیق کی غرض و مقصد کو بھی پورا نہیں کر سکتا - سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ وہ سمجھے کہ دنیا میں جو کچھہ ہے اسکے لیے ہے' وہ کسی کیلیے نہیں ہے - لیکن اپنے شرف و عظمت اور خیریت و حرمت کے احتجاب نے اس حقیقت تک پہنچنے نہ دیا - وہ کائنات عالم کے ادنے ادنے جلووں سے مرعوب و هیبت زدہ ہوگیا' اور سمجھنے لگا کہ جب بجلی کی چمک مجھسے بڑی ہے' سمندر کا طوفان مجھسے زیادہ قہار ہے' شیر کا پنجہ مجھسے زیادہ قوی ہے' ہاتھی کا وجود مجھسے زیادہ عظیم ہے' حتی کہ مچھر کی ڈنک اور رینگنے والے زہریلے کیڑوں کا زہر بھی میرے لیے سخت خوفناک ہے' تو پھر میری ہستی کیا ہے اور مجھہ میں کونسی بڑائی ہو سکتی ہے؟ اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف تو اسنے اینٹ اور پتھر تک کی پوجا شروع کردی' اور دوسری طرف اپنے وجود کو اسقدر ذلیل سمجھہ لیا کہ جھکنے' گرنے' لوٹنے' پوجنے' اور بندگی کرنے کے لیے اسکے اندر ایک قوی اور دائمی استعداد پیدا ہوگئی - اس صناعی و خارجی ضلالت سے ہر قوۃ نے غیر فطری فائدہ اٹھایا' اور جب چاہا ایک ادنی کرشمۂ قوت دکھلا کر اسکے جسم و دماغ کو اپنے آگے جھکا دیا -

تحقیر و تذلیل نفس انسانی کی یہ انتہائی حالت اسی کا نتیجہ تھی کہ اس نے اپنی فطرۃ کی خیریت کو نہ سمجھا اور ہمیشہ اسکے خلاف فیصلہ کیا - اس نے چارپایوں کو دیکھا اور سانپوں اور بھیڑیوں کی درندگی و خونناکی پر نظر ڈالی' پھر اسی طرح اپنی نسبت بھی فیصلہ کرلیا کہ اسمیں بدی اور بہیمیت کے سوا کچھہ نہیں ہے' اور اگر نیکی کا کوئی جزء ہے بھی' تو وہ بدی کے ساتھہ ممزوج و مخلوط یعنی ملا جلا ہے -

یہ تنزل انسانی کی اصلی علت اور انسانیۂ اعلی اور خلقۃ کبری کی گم شدگی تھی - سورۂ والتین نے اسی کا سراغ بتلایا ہے - پس فی الحقیقت اسکا موضوع انسانیۃ اعلی کا اعلان ہے -

انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ اسکا نفس ہے - باہر جو کچھہ ہے وہ افاق ہے - قران حکیم نے جا بجا اسے تنبیہ کی ہے کہ اپنے اندر بھی دیکھے اور اپنے سے باہر کو بھی سمجھے - یعنے انفس اور افاق دونوں پر تفکر کرے : وسنریهم اٰیاتنا فی الافاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق (۴۲ : ۵۲) عنقریب وہ اللہ کی نشانیاں افاق اور انفس میں یعنے اپنے سے باہر اور اپنے اندر دیکھینگے - یہ مشاہدہ حقیقت اصلی کو انپر کھولدیگا اور وہ پالینگے کہ بلا شبہ دین الہی کی دعوة حق ہے - دوسری جگہ زور دیا و فی انفسکم افلا تبصرون - تم اپنے اندر نہیں دیکھتے کہ کیا ہے ؟ اگر تم دیکھو تو تمہیں معلوم ہوجاے کہ شریعة الہی کوئی نئی چیز تم سے نہیں چاہتی - تمہاری فطرة اصلی ہی کا ظہور خالص چاہتی ہے - اسی کا نام دین قیم ہے -

(استشہاد و طریق استشہاد)

سورۂ والتین نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے اور اسپر شہادت پیش کی ہے - بیان بمنزلۂ دعوے کے ہے ' اور شہادت اسکی دلیل ہے - دعوا تمہیں معلوم ہوچکا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ہم نے انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا ہے - اب دلیل کا حصہ باقی ہے ' لیکن قبل اسکے کہ دلائل پر نظر ڈالیں ' اسپر غور کرلینا چاهیے کہ اس غلطی کا اصلی سبب کیا تھا ' جسکو سورۂ والتین دور کرنا چاهتی ہے ؟

اسکا اصلی سبب اعمال انسانی کی رنگا رنگی اور بوقلمونی تھی - انسان نے جب اپنے آپکو دیکھنا چاہا تو اپنی فطرة کو نہ دیکھہ سکا کہ وہ محجوب و مستور ہوگئی تھی - اس نے اپنے اعمال و افعال کو دیکھا اور انکے اندر ایک عجیب متضاد اختلاف نظر آیا - اس نے دیکھا کہ نیکی اور بدی دونوں باہم دست و گریباں ہیں - اگر ایک طرف اسکے اندر نیکی و شرافت کے رقیق و لطیف جذبات نظر آتے ہیں ' تو دوسری طرف درندگی و بہیمیت کی خوفناکی بھی نظر آتی ہے - اگر وہ فرشتوں کی طرح محبت و احسان کی آنکھیں رکھتا ہے ' تو بھیڑیوں اور بچھوؤں کی طرح اسکے پاس حرص و غرض کا پنجہ اور خونریزی و سفاکی کی زہریلی ڈنک بھی ہے - اگر ایک طرف پادشاہوں کے زرنگار تخت ' اور حکموں اور فرمانروائیوں کی عظمت و کبریائی نظر آتی ہے جو انسانی عظمت و جلال کی شہادتیں دے رہی ہیں ' تو انہی کے سامنے غلاموں کی پا بزنجیر صفیں بھی دست بستہ کھڑی ہیں جو انسان کو کتے اور بلی سے بھی زیادہ حقیر ثابت کر رہی ہیں ' کیونکہ نہ تو کتے نے اپنے جیسے کتے کے آگے سر جھکایا اور نہ بلی نے کبھی بلی کو سجدہ کیا -

اس نے دیکھا کہ یہی انسان حاکم بھی ہے محکوم بھی ساجد بھی ہے مسجود بھی ' عالم بھی ہے جاہل بھی ' عاقل بھی ہے ابلہ بھی ' نیک بھی ہے بد بھی ' شہنشاہی کا تخت ' حکمرانی کا فرمان ' فتح مندی کی تلوار ' نیکی کی فرشتگی ' اور سچائی کی قدوسیت بھی رہی ہے - اور غلامی کی خاک ' محکومی کی ذلت ' مقتولی کی گردن ' بدی کی شیطنت ' اور شر کی رذالت بھی اسکے سوا اور کوئی نہیں !

یہی انسان ہے جو رات کو دروازوں پر پاسبانی کرتا ہے تاکہ اسکے ہم جنس گھر کے اندر امن سے سوئیں ' اور یہی انسان ہے کہ دوسرے طرف سے آکر مکان میں نقب بھی لگاتا ہے تاکہ اپنے ہم جنسوں کو دکھہ اور نقصان پہنچاے - اگر عبادت گاہوں کے اندر فرشتے نہیں آتے بلکہ انسان ہی ہوتے ہیں ' تو ڈاکوؤں کے جتھوں کے اندر بھی بھیڑیے جمع نہیں ہوتے بلکہ آدم ہی کی اولاد ہوتی ہے -

پس اعمال انسانی کی اس رنگارنگی اور نور و ظلمت کے اس اختلاط کو دیکھکر وہ اس دھوکے میں پڑگیا کہ جس مخلوق کے اعمال کا یہ حال ہے ' اسکی فطرة کا بھی یہی حال ہوگا - اگر وہ اپنے اعمال کے اندر نیکی اور بدی اور عظمت و ذلت دونوں رکھتا ہے ' تو اسکی فطرة کے اندر بھی نیکی و بدی اور فوز و خسران دونوں ہونگے - اگر وہ اپنے اعمال اور نتائج اعمال کے اندر عظمت کا تخت اور ذلت کی بندگی ' دونوں جلوے دکھلاتا ہے ' تو اپنی فطرة کے اندر بھی طاقت و تسلط اور مقہوریت و مخذولیت ' دونوں رکھتا ہوگا -

اس نے اعمال کو دیکھکر فطرة کیلیے حکم لگانا چاہا ' اور اسنے افراد کی حالت کو دیکھکر نوع کیلیے فیصلہ کردیا -

اسی غلطی نے اسکے اندر یہ عقیدہ پیدا کیا کہ ہم صرف بڑائی اور نیکی ہی کیلیے نہیں ہیں جیسا کہ بعض افراد نظر آتے ہیں ' بلکہ حقیر ہونے اور برے رہنے کیلیے بھی ہیں جسطرح کہ اکثر افراد شہادت دیتے ہیں - پس نیکی اور بڑائی دونوں کیلیے اسمیں ایک مایوس قناعت پیدا ہوگئی ' اور اس غیر صالح قناعت نے عزم اور همت کی پیاس کو بالکل بجھادیا - ایک غلام ساری عمر غلامی اور بندگی میں خوش خوش گذار دیتا ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ میں بھی ویسا ہی انسان ہوں جیسا میرا آقا ' پھر میں کیوں صرف بندگی کیلیے ہوں اور یہ کیوں آقائی کیلیے ؟ ایک محکوم قوم ویسی ہی خوشی اور سکھہ کے ساتھہ غلامی کی خاک پر لوٹتی ہے ' جسطرح ایک حاکم قوم عزت و عظمت کے تخت پر فرمانروائی کرتی ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ بیقراری نہیں اٹھتی کہ ہم بھی انسان ہیں ' ہمارے پاس بھی وہ سب کچھہ ہے جو ان حاکموں کے پاس ہے ' پھر ہم کیوں ذلت کیلیے ہیں اور یہ کیوں عظمت و فرمانروائی کیلیے ؟ ہزاروں مزدور ہیں جو کارخانوں میں پھرکیوں کی طرح چکر کھاتے ہیں اور اسمیں اتنے ہی خوش ہوتے ہیں جسقدر کارخانہ کا مالک - لیکن کبھی ان میں یہ تڑپ نہیں اٹھتی کہ اگر ہم بھی چاہیں تو کارخانہ کے مزدور کی جگہ کارخانے کے مالک بن سکتے ہیں ' اور یہ کیا ہے کہ ہماری ہی طرح انسان ہمارے مالک بنگئے ؟ پھر اسی طرح دیکھو کہ ہزارہا انسان ہیں جو طرح طرح کی بدیوں اور خباثتوں کی گندگیوں میں ڈوبے ہوے ہیں ' مگر کبھی نہیں سونچتے کہ نیک و پاک انسان بھی آخر ہمارے ہی طرح انسان ہیں ' یہ کیوں ہے کہ وہ نیک ہیں مگر ہم نیکی کیلیے جنبش نہیں کرسکتے ؟

ہر طرح کی مثالیں سامنے لاؤ ' اور ادنی و اعلی حالتوں کے اختلاف کے جسقدر پہلو ہوسکتے ہیں ' ان سب پر نظر ڈالو - تم پاؤگے کہ پستی و ذلت اور بدی و شرارت کی ہر زندگی کے اندر ایک باطل قناعت اور قاتل بے حسی پیدا ہوگئی ہے ' اور یہی قناعت و بے حسی قوتوں کو پامال اور انسانیۂ اعلی کی تمام بڑی سے بڑی طاقتوں کو ضائع کر رہی ہے -

اب غور کرو کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی ؟ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھہ نظر نہیں آئیگا کہ چونکہ انسان کے اعمال اور اسکے ثمرات متضاد اور مخلوط ہیں ' اور اکثر حالتوں میں پستی و ناکامی کے نمونے زیادہ ' اور عظمت و کامرانی کے امثال کم ہیں ' اسلیے ہر نامرادی کی حالت میں انسان نے نامرادوں پر نظر ڈالی ' اور ہر برائی کی زندگی میں اس نے بروں کو دیکھا - یعنی نامرادوں کو دیکھکر اپنی نامرادی پر ' گرے ہوؤں کو دیکھکر اپنی گری ہوئی حالت پر ' بروں کو دیکھکر اپنی برائیوں پر وہ ایک طرح کا استدلال کرنے لگا ' اور انسے شہادت لا کر اپنی حالت کو فطری اور لابدی سمجھنے لگا - اس غلط استشہاد نے اسکے اندر غلط قناعت پیدا کی ' اسکے احساس کو فنا کردیا ' اسکی طلب بجھہ گئی ' اور وہ اپنی ذلت و برائی کو اصلی اور شدنی چیز سمجھکر ایک بناوٹی خوشحالی میں مبتلا ہوگیا - غلام کے اندر آقا بننے کا کیوں جوش نہیں اٹھتا ؟ اسلیے کہ وہ اپنے جیسے غلاموں کو دیکھتا ہے اور

سمجھتا ہے کہ یہ صرف میرے ہی لیے نہیں ہے بلکہ سب کیلیے ہے ' اور اسلیے ایک قدرتی چیز ہے جسپر صرف صبر ہی کرلینا چاہیے - پس اس نے غلاموں پر نظر ڈالی اور غلاموں سے اپنی غلامی پر شہادت لایا - اگر وہ غلاموں کی جگہ آقاؤں کو دیکھتا اور ان سے شہادت لیتا کہ آخر وہ بھی تو انسان ہی ہیں اور اسی کرۂ ارضی کی پیٹھہ پر بستے ہیں ' تو فوراً اسکا احساس مردہ زندہ ہوجاتا ' اور اپنی فطرۃ کے شرف و خیریت کو پا لیتا - ایک مزدور کیوں اسی میں خوش ہے کہ اتھارہ گھنٹے کی محنت کے معاوضہ میں صرف ایک روٹی پاے ؟ اسلیے کہ وہ اپنی ادنی حالت کیلیے اپنے ہی جیسی ادنی حالت کے مزدوروں کو دیکھتا اور انسے استشہاد کرتا ہے ' اگر وہ انسے استشہاد کرتا جنکی وہ مزدوری کرتا ہے تو اسکے اندر بھی ولولۂ عزم و طلب پیدا ہوتا - ایک بد انسان کس طرح برائی میں اپنے اندر تسکین و قناعت پیدا کرلیتا ہے ؟ اسلیے کہ وہ بروں ہی کو دیکھتا ہے ' اور انہی سے استشہاد کر کے سمجھہ لیتا ہے کہ انسان اسلیے بھی بنایا گیا ہے کہ برائی کرے جیسا کہ سب کررہے ہیں ' اور جب سب کررہے ہیں تو رہاں ایک اور سہی :

بیــا کہ رونق ایں کارخانہ کم نشود
ز زهد همچو توئی یا به فسق همچو منی !

پس حاصل مبحث یہ ہے کہ انسان نے فطرۃ انسانی کی حقیقت و خیریت کے سمجھنے میں غلطی کی اسلیے کہ اس نے :

(۱) اعمال انسانی کو خیر و شر اور عظمت و ذلت کا مجموعہ دیکھا -

(۲) پس وہ سمجھا کہ انسان کی فطرۃ میں بھی خیر و شر اور ذلت و عظمت دونوں ہیں -

(۳) اس نے اعمال کی راہ سے فطرۃ کو دیکھنا چاہا اور افراد کی حالت کو دیکھکر نوع کو بھی اسی پر قیاس کر لیا -

(۴) اسی اعتقاد کا اثر اسکے تمام اعمال حیات میں پڑا - جب اس نے انسانی فطرۃ کو خیر و شر کا مجموعہ سمجھہ لیا تو اسکے اندر شر و تسفل کی حالت میں ایک گمراہ قناعت پیدا ہوگئی - وہ سمجھنے لگا کہ جب برائی فطرۃ ہی میں ہے تو نیکی کا نہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسپر افسوس کیا جاے ' اور جسکے لیے اچھنبا ہو -

اسکی یہ حالت در اصل ایک استشہاد و استدلال ہے جو وہ تمام ادنی و سافل حالتوں کے افراد سے کرتا ' اور عموماً اعمال شر و تسفل کو اپنے سامنے لاتا ہے -

(سورۂ والتین کے مطالب کی ترتیب)

سورۂ والتین کا موضوع ' اور مسئلۂ خیر و شر فطرۃ کے متعلق انسان کی غلطی کے اصلی اسباب معلوم ہوگئے - اب دیکھو کہ سورۂ والتین نے اس حقیقت کے اظہار و ثبوت کیلیے مطالب کی ترتیب کیا اختیار کی ہے ؟

(۱) اس نے دعوا کیا کہ انسان کی فطرۃ ہم نے نیک و صالح پیدا کی ہے - وہ صرف شرف و عظمت کیلیے ہے - اسکو بہترین حالت عدل پر ہم نے پیدا کیا ہے اور عدل ہی خیر کی حقیقت ہے : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم -

(۲) ساتھہ ہی اس نے اس غلطی کا ازالہ کیا جسکی رجہ سے انسان نے اپنی فطرۃ کے متعلق ایسی عظیم الشان غلطی کی - اسکی بڑی غلطی یہ تھی کہ وہ انسان کی فطرۃ کے معلوم کرنے کیلیے انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے ' اور برے انسانوں کو دیکھکر فطرۃ کی برائی پر استشہاد کرتا ہے - پس سورۂ والتین نے انسانی اعمال کی عظمت و جبروت کیلیے انسان کی عظمت و شرف سے استشہاد کیا ' اور یہ کہا کہ تم گرے ہوؤں کو دیکھکر اپنی فطرۃ کو کیوں گرا ہوا سمجھتے ہو ؟ انکو نہیں دیکھتے جو گرنے کی جگہ بلند ہوے ؟ یہ لوگ جو فطرۃ صادقہ کو قائم رکھکر بلند ہوے ' رہی لوگ ہیں جنکی طرف والتین والزیتون ' وطور سینین ' و ہذا البلد الامین کے تین جملوں میں اشارہ کیا گیا ہے - اور یہی وہ انعام یافتۂ الہی گروہ ہیں جنکی راہ صراط مستقیم ہے اور جنکی راہ کی طلب سورۂ فاتحہ میں سکھلائی گئی ہے : صراط الذین انعمت علیهم انکی راہ جن پر خدا نے انعام کیا - یہی حزب اللہ ہے - یہی اولیاء اللہ ہیں - یہی خیر البریہ ہیں ' یہی البصیر ہیں ' اور یہی اصحاب الجنۃ ہیں -

(۳) رہا اعمال انسانی کی بو قلمونی اور خیر و شر کا سوال تو یہ اسلیے نہیں ہے کہ انسان کی فطرۃ برائی ہے - اسکی فطرۃ تو عدل و خیر ہی ہے ' البتہ وہ جب اسکو ضائع کردیتا ہے اور اعمال سافلہ میں مبتلا ہوجاتا ہے تو جس طرح اسکی خلقت سب سے اعلی تھی ' اسی طرح اسکا اکتساب عمل اسکو سب سے زیادہ ادنی بھی بنا دیتا ہے - حتی کہ اپنی حقیقت انسانی کو مسخ کرکے بسا اوقات چارپایوں اور درندوں سے بھی بد تر ہو جاتا ہے - تم یہ حالت مسخ دیکھکر کہتے ہو کہ یہ فطرۃ ہے ' مگر نہیں سمجھتے کہ فطرۃ نہیں ' خارج کا کسب و عمل ہے - پس اعمال انسانی میں خیر و شر اور عظمت و تسفل جو تمھیں نظر آتا ہے ' اس میں تفریق کرو - نیکی و عظمت اسکی خلقت ہے ' اور شر و تسفل اسکی ضلالت عمل اور ضیاع فطرۃ - یہ اسکا عمل ہی ہے جس نے اسے چارپایوں سے بھی بدتر بنا دیا ہے : ثم رددناہ اسفل سافلین - اسفل سافلین یعنی ادنی سے بھی ادنی تر حالت تک گرے ہوے رہی ہیں جنکا نام مغضوب اور ضالین ہے - پھر حزب الشیطان ' اولیاء الطاغوۃ ' شر البریہ ' الاعمی ' اور اصحاب النار بھی رہی ہیں -

(۴) یہ غلطی اسلیے ہے کہ تم اللہ کے قانون جزا و مکافات سے بیخبر ہو - اسکا قانون ہے کہ ہر بیج پھل لاتا ' اور اسی طرح انسان کا ہر عمل ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے - زہر جب کھایا جایگا انسان مریگا ' اور معصیت جب کبھی کی جائیگی عذاب آیگا - پس اعمال کے جزا ہی سے تمام نتائج پیدا ہوتے ہیں - اگر تمھارے اعمال فطرۃ صالحہ یعنی دین الہی کے مطابق ہیں اور تم نے اس کو ضائع نہیں کیا ہے ' تو تم اپنے فطری بڑائی اور نیکی حاصل کروگے ' اگر تم نے ضائع کردیا تو پھر تم مسخ ہو جاؤگے اور تم سے برا جانور زمین کی پیٹھہ پر اور کوئی نہ ہوگا - جانور نے اپنی اصلی فطرۃ کو ضائع نہیں کیا - وہ سافل ہے - تم نے اپنی فطرۃ ہی کو ضائع کردیا ' پس تم سافلوں سے بھی اسفل اور بد سے بھی بدتر ہوگئے !

(۵) پس جن لوگوں نے اپنی فطرۃ کو عمل غیر صالح سے ضائع کردیا وہ انسانیۃ سے گرگئے ' مگر جنھوں نے ایمان باللہ سے انکار نہ کیا اور ایسے اعمال اختیار کیے جو صالح ہیں اور اسلیے نور فطرۃ کو قائم رکھنے والے اور چمکانے والے ہیں ' سو وہ اعلی سے اعلی مراتب انسانیۃ تک فائز ہوے ' اور ہمیشہ ایسا ہی ہوگا - اس دوسری جماعت کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انکے عمل صالح کا درخت ہمیشہ پھل دیگا - انکے نتائج حقہ کی برکتیں اور نعمتیں کبھی بھی ختم نہونگی - وہ اسفل سافلین کی حالت میں نہونگے کہ فنا اور ہلاکت انپر طاری ہو - وہ " شجرۂ خبیثہ " نہیں ہیں بلکہ " شجرۂ طیبہ " ہیں - لہذا فرمایا : فلهم اجر غیر ممنون !

(اصل تفسیر)

اب اصل سورۃ کی یکجا تلاوت کرو :

و التین و الزیتون ' و طور سینین و هذا البلد الامین -

انجیر اور زیتون ' طور سینا ' اور مکہ معظمہ شاهد هیں کہ بلا شبہ هم نے

لقد خلقنـا الانسان في احسن تقويم - ثم رددناه اسغل سافلين - الا لذين آمنوا و عملو الصالحـات فلهم اجر غيـر ممنـون ' فما يكذبك بعد بالدين ا لـيـس الله بـاحكـم الحاكمين -

انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا - پھر اسکو بد سے بدتر حالت میں پھینک دیا - مگر وہ لوگ کہ ایمان لاــ؟ اور عمل صالح کیے تو انکے اعمال کے نتائج صرف بہتری ھی کیلیے ھیں - انکے عمل صالح کا بدلہ کبھی منقطع نہوگا - ھمیشہ پھل دیگا - پس س حقیقت کے سمجھہ لینے کے بعد کون ہے جو اعمال کے نتائج سے انکار کریگا ' اور اس بارے میں رسول کی تعلیم کو جھٹلائیگا ؟ کیا سب سے بڑا حکم کرنے والا خدا ھی نہیں ہے جسکے قانون جزا و سزا میں کبھی تبدیلی نہیں ھو سکتی ؟

(تفصيـــل استشهـــاد)

حضرة نوح علیه السلام کے بعد دین الہی کا سلسلہ حضرة ابراھیم خلیل الله علیه السلام سے شروع ھوتا ہے' اور ظہور اسلام اسی کا آخری مکمل ظہور ہے - حضرة ابراھیم کی نسل سے بنو اسرائیل پیدا ھوے جنکے احیاء کیلیے حضرة موسی کی دعوة کا ظہور ھوا اور انھوں نے بنو اسرائیل کو مصریوں کی غلامی سے نکال کر عزت و خلافت کے درجہ پر پہنچا دیا - انکے بعد جب بنو اسرائیل نے پھر الله کے احکام سے سرتابی کی اور اصلاح کی جگہ افساد کا طریق اختیار کیا تو روز بروز تنزل و تسفل میں مبتلا ھونے لگے ' پس انبیاء مجددین کا سلسلہ شروع ھوا اور وہ یکے بعد دیگرے اصلاح کرتے رہے - لیکن سلسلۂ تنزل بھی برابر بڑھتا گیا - حتی کہ وراثت ارضی سے بنو اسرائیل محروم ھوگئے اور انپر یکسر تباھی و بربادی طاری ھوگئی - اسوقت حضرت عیسی علیه السلام کی دعوة کا ظہور ھوا ' جن پر چند غریب اور فاقہ مست انسان ایمان لاے ' لیکن اللہ نے انھی غریب مچھیروں اور فقیروں کو یہ درجہ دیا کہ انکی دعوة و تبلیغ عالم میں پھیلی ' اور تمام روم و یونان میں مسیحی مذھب پھیل گیا -

پس انسان کے اعمال عظیمہ و صالحہ کے ان مظاھر کے تین قریبی درجے ھوے :

(۱) دین الہی کی وہ بنیاد جو بیابان حجاز میں حضرة ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام نے ڈالی ' اور اسکی اینٹیں رکھتے ھوے امة مسلمہ کے ظہور کی دعا مانگی :

و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل : ربنا تقبـــل منا انك انت السميع العليـم ! (۱ : ۱۲۱)

اور جب حضرة ابراھیم و حضرة اسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں رکھہ رہے تھے ' تو انکی زبانوں پر یہ پاک دعا جاری تھی : اے پروردگار ! ھمارے اس کام کو قبول کرلے - تو دعاوں کا سننے والا ہے اور تو ھماری نیتوں کو خوب جاننے والا ہے !

الله تعالی نے اس دعا کو قبول کیا ' نسل اسماعیلی سے امة مسلمہ کا ظہور ھوا ' اور وہ آخری معلم ربانی آ گیا جس نے تعلیم کتاب و حکمت اور تربیت و تزکیۂ الہی سے جماعة مومنین پیدا کردی -

(۲) دعوة موسوی کی وہ روشنی جو طور سینا پر چمکی اور وادی ایمن کے بقعہ مبارکہ سے " انی انا اللـه رب العـــالميـن " کی صداء حق آئی :

فلما اتاها نودي من شاطي الـواد الايمـن في البقعـــة المبـــاركـة من الشجـرة ان يا مـــوسى ! اني انا اللـــه رب العـالمين ! !

پس جب موسی کوہ طور کے پاس پہنچے تو وادی ایمن کے کنارے کہ زمین کا ایک مبارک حصہ تھا ' درخت سے ندا آئی : اے موسی ! میں ھوں تمام جہانوں کا پروردگار !

یہی کوہ طور کی وادی ایمن کی روشنی تھی جس نے بنو اسرائیل کو ظلمت تنزل و تسفل سے نجات دلائی ' اور عظمت و ۔؛ ۔ فت الہی کے درجہ تک مرتفع کیا -

(۳) دعوة مسیحی کا وہ ظہور جو سلسلۂ اسرائیلی کا آخری ظہور تھا اور جو بیت المقدس کی سر زمین میں ھوا :

فامنت طائفة من بني اسرائيل و كفرت طائفة فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين !

پس بنو اسرائیل کی ایک جماعت اسپر ایمان لائی اور ایک جماعت نے انکار کیا - مومنوں کو ھم نے انکے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی - نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان والوں کی کامیابی اور فتح مندی ظاھر ھوگئی -

قرآن حکیم کی مخاطب جو جماعتیں تھیں ' انکی معلومات میں بھی انسانی عظمت و قدوسیت کے بالاتفاق یہی تین جلوے تھے - اھل کتاب حضرة موسی اور حضرة عیسی علیه السلام کے نام لیوا تھے ' اور مشرکین مکہ کا بڑا ادعائی شرف یہ تھا کہ اپنے تئیں حضرة ابراھیم کی طرف منسوب کریں -

پس سورۂ والتین میں سعادت انسانی کے انھی تین ظہوروں سے انسان کی فطرة صالحہ و عظمت و شرف پر شہادت لائی گئی ہے - "تین اور زیتون" سے مقصود سر زمین شام ہے جہاں حضرة عیسی کا ظہور ھوا اور جو تمام انبیاء مجددین اسرائیل کا مقام ظہور ہے ' "طور سینین" سے اشارہ دعوة موسوی کی طرف ہے جسکی تجلی کا مطلع اسی مقدس پہاڑ کا دامن تھا - "بلد امین" یعنی ھمیشہ امن میں رھنے والا گھر خانۂ کعبہ ہے ' اور اسمیں اشارہ حضرة ابراھیم کی دعوة موسسۂ ابراھیمیہ اور اسکے نتائج کی طرف ہے -

استشہاد کی ترتیب شاخ سے اصل کی طرف ' نسل سے مورث کی طرف ' فاضل سے افضل کی طرف ' اور حسن سے احسن کی طرف ہے - یعنی ظہور سعادت انسانی کے اس سلسلہ میں افضل ترین بنیادی مرتبہ دعوة ابراھیمی کا ہے - اسکے بعد مرتبۂ قیام شریعت موسوی کا ' اسکے بعد مرتبۂ تجدید انبیاء بنی اسرائیل کا عموماً اور حضرة عیسی کا خصوصاً - (علی بنینا و علیہم الصلواة و السلام) پس ترتیب جڑ سے شاخ کی طرف نہیں ہے ' بلکہ شاخ سے جڑ کی طرف ہے اور اسمیں بالترتیب تینوں درجوں کے مراتب یکے بعد دیگرے ملحوظ رکھے گئے ھیں - چونکہ سب سے آخری ظہور مسیحی سب سے زیادہ قریب تھا ' اسلیے سب سے پہلے اوسکا ذکر کیا گیا ' اسکے بعد اس سے اعلی مرتبہ دعوة موسوی کا تھا ' پس اسکا ذکر کیا ' پھر سب سے اعلی ترین مرتبہ بمنزلۂ اصل و حقیقة الحقائق کے مقام خلت کبری حضرة ابراھیم کا تھا ' پس اسپر مدارج ثلاثہ ختم ھوگئے -

(تین و زیتون)

" تین و زیتون " سے سر زمین شام کا مراد لینا بالکل واضح ہے :

(۱) " طور سینا " اور " بلد امین " دونوں میں اشارہ اُس سرزمین کی طرف کیا گیا ہے جہاں ان کی دعوتوں کا ظہور ھوا - پس معلوم ھوا کہ اس سورة میں سرزمین کی طرف اشارہ کرکے اس سرزمین کی مشہور دعوة و امة کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے - اس بنا پر "تین و زیتون" میں بھی اشارہ کسی سرزمین ھی کی طرف ھوگا جیسا کہ ما بعد کی دو شہادتوں میں ہے -

(۲) دنیا کی تمام سرزمینوں میں اُس وقت بھی جبکہ قرآن حکیم نازل ھوا ' اور اب بھی جبکہ ملکوں کی طبعی پیداوار کی فہرست ھمارے سامنے موجود ہے ' انجیر اور زیتون ایک مخصوص پیداوار سرزمین شام کی ہے - جس کثرت کے ساتھہ اور جسقدر اعلی درجہ کی یہ دونوں چیزیں وھاں ھوتی ھیں ' کہیں نہیں ھوتیں - زیتون کا تیل شام کی عام غذا ہے - گھی کی جگہ عام طور پر اسی کو استعمال کرتے ھیں - عیسائیوں کے بڑے بڑے

مذہبی اعمال کا اب تک یہ ایک مقدس جزء ہے ۔ انکے تمام مذہبی رسوم میں اسی تیل کو " مقدس تیل " کہا جاتا ہے - روم کے تمام عیسائی بادشاہ جب تخت نشین ہوتے تھے' تو مقدس تیل انکے سینے پر لگایا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ حضرت سلیمان کا اتباع ہے - آجتک تاج پوشی کی رسم میں ایک پیالی روغن زیتون کی بھی رکھی جاتی ہے - قطع نظر ان تمام خصوصیات کے ' اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ تمام عرب میں یہ دو چیزیں شام کی مخصوص و ممتاز پیداوار سمجھی جاتی تھیں' اور اسقدر مشہور تھیں کہ بچہ بچہ جانتا تھا - اشارہ کیلیے یہ کافی ہے -

(۳) پس جب تین و زیتون کا اشارہ بھی کسی ملک کی طرف ہونا چاہیے اور وہ شام کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا' تو پھر یہ ظاہر ہے کہ شام کا سب سے بڑا آخری ظہور حضرت عیسی کی دعوة ہے' اور ساتھہ ہی یہ سر زمین تمام اسرائیلی انبیاء مجددین کے ظہور کا بھی گھر ہے -

نیز چونکہ اسکے بعد ہی دعوة موسوی کی طرف اشارہ موجود ہے' اسلیے ربط بھی یہی چاہتا ہے کہ حضرت عیسی کی دعوة کی طرف بھی اشارہ ہو -

(۴) سب سے زیادہ یہ کہ تین اور زیتون کی تفسیر کے متعلق صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جو روایات موجود ہیں' ان سب پر مجموعی نظر ڈالنے کے بعد یہی تفسیر مرجح ثابت ہوتی ہے' اور قران حکیم کی سب سے زیادہ صحیح تفسیر وہی ہے جو صحابہ کی تفسیر سے مطابق ہو کہ انکے علوم حامل وحی سے براہ راست ماخوذ تھے -

امام ابن جریر طبری نے تمام روایتیں جمع کردی ہیں - انپر نظر ڈالو - سب سے پہلے حضرة کعب کا ایک قول سامنے آتا ہے کہ " التین مسجد دمشق و الزیتون بیت المقدس " تین مسجد دمشق ہے اور زیتون بیت المقدس - پھر حضرت عبد اللہ ابن عباس کی نسبت سے اس قول کی شہرت ثابت ہوتی ہے کہ " الزیتون بیت المقدس " یعنی زیتون بیت المقدس ہے -

لیکن اسکے بعد بعض کبار تابعین کی تصریحات آتی ہیں جنہوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ " ہو تینکم و زیتونکم " - یعنی تین اور زیتون سے یہی انجیر اور زیتون مراد ہے جو تم استعمال کرتے ہو - اور کوئی چیز مقصود نہیں ہے - حضرة حسن' عکرمہ' مجاہد' قتادہ وغیرہ سب نے یہی کہا ہے -

اب ان دونوں تفسیروں کو جمع کرو - جن صحابہ سے اس قول کو شہرت ہوئی کہ تین اور زیتون سے مراد مسجد دمشق اور بیت المقدس ہے' انکا مقصود یہ نہ تھا کہ دمشق کی کسی عمارت کا نام تین ہے اور بیت المقدس کا نام زیتون' بلکہ یہ واضح کرنا تھا کہ تین و زیتون میں اشارہ سر زمین شام کی طرف ہے' کیونکہ وہاں ان دو چیزوں کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے اور یہ اسکے خصائص میں سے ہیں - پس " زیتون یعنی بیت المقدس " سے مطلب یہ تھا کہ زیتون میں اشارہ بیت المقدس کی طرف ہے -

لیکن بہت سے لوگوں کو اسمیں غلطی ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھہ لیا کہ طور سینا کی طرح زیتون بھی بیت المقدس کے کسی پہاڑ کا نام ہے - اور پھر طرح طرح کی مزید تاویلیں اسمیں بڑھ گئیں - یہ حال دیکھکر بعض اجلۂ تابعین نے غلطی کو دور کرنا چاہا' اور زور دیکر کہا کہ " ہو تینکم و زیتونکم " تین اور زیتون کسی پہاڑ یا ملک کا نام نہیں ہے - وہ یہی انجیر اور زیتون کا درخت ہے جو تم استعمال کرتے ہو - گویا انہوں نے واضح کیا کہ تین و زیتون سے اسکی جاے پیدایش مقصود ہے - یہ نہیں کہ خود اس سر زمین کا نام ہی تین و زیتون ہو -

چنانچہ امام ابن جریر کا بھی قریب قریب یہی خیال ہے - تمام روایتیں جمع کرکے لکھتے ہیں :

و الصواب من القول فی ذالک عندنا من قال التین ہو التین الذی یوکل و الزیتون ہو الزیتون الذی یعصر منہ الزیت لان ذالک ہو المعروف عند العرب .... الا ان یقول قائل اقسم ربنا بالتین و الزیتون - و المراد من الکلام القسم بمنابت التین و منابت الزیتون فیکون ذالک مذہبا - (جلد ۳۰: ۱۵۴)

اس بارے میں ہمارے نزدیک انہی لوگوں کا قول ٹھیک ہے جنہوں نے کہا کہ تین وہی تین ہے جو کھایا جاتا ہے' اور زیتون وہی درخت ہے جس سے تیل نکلتا ہے - کیونکہ عرب میں یہ معروف تھا - اور اس نام کے کسی پہاڑ کو وہ نہیں جانتے تھے - ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کہے کہ اللہ نے تین اور زیتون کی قسم کھائی مگر مقصود اس سے تین و زیتون کی پیدایش کے مقامات کی قسم کھانا ہے - سو اگر یہ کہا جاے تو یہ ایک مذہب ہوگا -

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تین و زیتون سے یہی پھل اور درخت مراد لیتے ہیں' انکو صرف اس سے انکار ہے کہ کسی ملک یا پہاڑ کا نام تین و زیتون نہیں ہے' اور یہ بالکل صحیح ہے - لیکن اس سے وہ انکار نہیں کرتے کہ ان چیزوں سے ان چیزوں کی پیدایش کی سر زمین مراد نہ ہو -

(احسن تقویم)

" احسن تقویم " میں " تقویم " ٹھیک ٹھیک بمعنی تعدیل کے ہے - یعنے ہم نے انسان کو بہترین قوام و عدل پر پیدا کیا - تعدیل خلقت میں جسم اور فطرة' ظاہر و باطن' سب داخل ہیں - اور جو صحابہ و تابعین سے " فی اعدل خلق و احسن صورة " بکثرت منقول ہے' اور نیز جو صحابہ استقامت صورت و جسم کو پیش کرکے حقیقت تعدیل خلقت کو سمجھانا چاہتے ہیں' ان سب کا مقصود یہی تعدیل فطرة ہے اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں - کسی نے کہا کہ انسان کا قد دیکھو' کسی نے کہا جسم کا تناسب دیکھو' کوئی اور آگے بڑھا اور کہا کہ خلقت کی تعدیل معنوی پر بھی نظر ڈالو - تعدیل کا ایک بڑا نمونہ انسان کا قد ہے' اسکی بڑی نمود اسکے تناسب اعضاء و جسم میں ہے' اور پھر اسکی فطرة عدل و قوام صحیح پر پیدا کی گئی ہے - پس سب نے ایک ہی حقیقت کو واضح کیا اور اسکو مختلف تعبیرات سے سمجھانا چاہا -

الہلال کی مکمل جلدیں

آخری فرصت

الہلال کی مکمل جلدیں اب بالکل ختم ہوگئی ہیں - صرف دو اور تین جلد کے چند مکمل نسخے باقی ہیں بظاہر امید نہیں کہ پھر دوبارہ مجلدات الہلال طبع ہوسکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخری مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور اگر طلب ہو تو دفتر سے منگوالیں - ہر نسخہ مجلد ہے - مع فہرست مضامین تصاویر - قیمت مجلد آٹھہ روپیہ -

بعض جلدیں نا تمام بھی نکل سکتی ہیں - یعنے جن میں ایک یا دو نمبر نہیں ہیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کی ضرورت ہو - وہ طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں ہیں' انکی اور جلد کی قیمت وضع کرلی جائیگی -

مختارات

خواطر فی الاسلام

تاریخ مدنیة اسلامیه کا ایک سرسری دور

اردو زبان میں ابتک کوئي کتاب ایسي نهیں لکھي گئي جسمیں اختصار کے ساتھه تاریخ اسلام کے مختلف دوروں پر نظر ڈالي گئي هو' اور فلسفهٔ تاریخ کے اصول پر عقلي اسباب عروج و زوال سے بحث کي گئي هو-

عربي زبان کي جدید مطبوعات میں ایک کتاب " خواطر في الاسلام " هے جسکو عطا حسني بک نامي ایک جدید تعلیم یافته مصري نے تصنیف کیا هے - کتاب کا موضوع تقریباً وهي هے جسکي طرف سطور بالا میں اشاره کیا گیا ' البته طرز بحث و نظر زیاده دقیق اور بلند نهیں هے اور یه حال مصر کي تمام تصنیفات کا هے - یوں سمجھنا چاهیے که اپنے موضوع میں ایک ابتدائي درجه کي مگر دلچسپ کتاب هے -

پچھلے دنوں مجھے خیال هوا تھا که بحالت موجوده اگر اسي کا اردو ترجمه شائع هوجاے تو بہتر هے - چنانچه ایک اهل قلم نے میري خواهش پر اسکا ترجمه شروع کردیا اور اب قریب الاختتام هے - کتاب میں بالترتیب تمام اسلامي دوروں پر نظر ڈالي گئي هے - آجکي اشاعت میں بضمن مختارات اٹھارویں فصل کا ترجمه شائع کیا جاتا هے جو خلافة راشده کے دور کیلیے بطور تمهید کے هے - آینده اشاعة میں انیسویں فصل شائع هوگي اور وهي اصل بحث اور اسلیے زیاده اهم و دلچسپ هے -

فصل هشتم

اسلامي دور اول

اسلام کا پہلا دور حروب و فتوحات کي رزمگاه هے - مسلمانوں نے جهاد في سبیل الله کے حکم عام پر عمل کیا ' اور توفیق الهي انکي حلیف تھي - اسلیے کوئي قلعه نه تھا جو انکي انگلیوں کے اشاروں پر فتح نه هوا هو ' اور کوئي ملک نه تھا جس نے اسلامي حرکت سیاسي کے سامنے اپني گردن نه جھکا دي هو -

اسلام وه پہلي سلطنت هے جس نے انسانوں سے انسانیة کیلیے جنگ کي ' اور اقوام عالم کو یه جتلادیا که فاتح مسلمان اپنے مغلوب دشمن پر رحم کرتے هیں - اور جب انکا مقابل تابع و فرمان بردار هو جاے ' تو وه اسکے ساتھه رحیمانه نرمي کے سلوک سے پیش آتے هیں - خواه وه لڑنے سے پہلے صرف رعب اسلام سے مرعوب هوکر اطاعت گذار هوا هو ' یا جنگ کے بعد شکست کھا کر -

اس سے پہلے یه قاعده تھا که جب ایک بادشاه دوسرے پر غالب آتا تو وه اپنے مقابل کو قتل کر ڈالتا یا اسکو قید کر لیتا تھا - اور اسکے ساتھه اسکے ننھے بچوں اور حجله نشین شهزادیوں کا بھي وهي حال هوتا جو انکے بدقسمت بادشاه کا هوتا - شهر جس طرح شاهي محل کے دروازے کھول دیے جاتے' انکي عورتوں کو بھي قید کیا جاتا ' اور بچوں کو ظالم فاتح عموماً ته تیغ کر دیتے - یهي تباهي شاهي حرم سرا پر بھي آتي تھي - مورخوں نے بکثرت ایسے واقعات بیان کیے هیں جنکے دهرانے سے همارے جسم کانپ اٹھتے هیں اور انکے سننے سے کان بہرے هوجاتے هیں - اسي طرح پہلے فاتحین یهي سلوک اوس مقابل کیساتھه کرتے جو ہلا لڑے هتھیار ڈالدیتا اور مطیع و منقاد هو جاتا - بعض اوس دشمن میں جو جنگ کے بعد زیر هوا هو اور اس میں جو بغیر جنگ کے مطیع هوگیا هو ' کوئي فرق نه تھا ' اور سب کي عزت و ناموس کا خاتمه یکساں طور پر کیا جاتا - ان بیرحموں کو نه تو شهزادیوں کي عصمت دري پر رحم آتا اور نه شهزادوں کي جواني پر -

اس قسم کے واقعات سے هم کتاب کو طوالت دینا نهیں چاهتے - اگر قبل از اسلام کے زمانه پر تم نظر ڈالوگے تو وه اس قسم کے هیبتناک حوادث سے سیاه نظر آئیگا - دولت شرقیه ' حکومت رومانیه ' اور سلطنت فارس کے عهد پر غور کرو تو معلوم هوگا که اس زمانه کي تاریخ ان هولناک جنگوں کے خون سے رنگي هوئي هے جنمیں یه سلطنتیں مبتلا هوئیں - لیکن همیشه فتح کے بعد انهوں نے اپنے بدقسمت مفتوح حریفوں کو ایسي ایسي وحشت ناک سزائیں دیں که ان پر زمانه ابتک اشک ریز هے اور همیشه رهیگا -

وه مسلمان هي هیں جنهوں نے فتح کا قدم اس حالت میں آگے بڑھایا که هاتھوں میں قرآن اور سر پر لواء اسلام تھا - اور اسلیے اسلامي فتوحات کا مقصد سواء اسکے کچھه نه تھا که اشاعة کلمهٔ عدل و حق هو ' اور انسانیة راحت تامه اور سعادت کامله سے مستفید هو - مسلمانوں نے انسانوں کو استبداد کے پنجوں سے چھڑایا ' حریت کي روح پرور هوا سے پالا ' اور غارتگر دشمنوں سے اسکو محفوظ و مامون رکھا - غرض مسلمانوں کي فتح انسانیة کي خادم تھي - اهل عقل و صاحب سیاسة کیلیے یهي وه عقده تھا جسکو اسلام نے حل کیا ' اور یهي وه روشن دلیل تھي جس نے ظاهر کردیا که دین حنیف کي وه اعجاز آفریں تاثیر کیا تھي جس نے عالم کے قلوب کو اپني طرف مائل کرلیا تھا اور درشت مزاجوں کو نرم دل اور جهالت کدوں کو مدنیة آباد بنا دیا تھا -

اس موقعه پر یه ضروري هے که صرف مدنیة نصرانیة سے بحث کي جاے - لهذا اسکے لیے مثلاً اوس زمانه فترة کو پیش نظر رکھنا چاهیے جو بت پرست اقوام پر غلبهٔ نصارى کے بعد سے شروع هوا ' اور ظهور اسلام تک رها - یعني سنه ٣٠٦ ع سے (جبکه شاه قسطنطین نصراني هوگیا تھا) سنه ٦٢٢ع تک جو نبي کریم صلى الله علیه و سلم کا سنه هجرت هے - اسوقت شرقي سلطنت کے نصراني تاجدار یا تو مذهب کے سایه میں بر سر حکومت تھے یا خود حکومت مذهب پر سایه افگن تھي - زمانهٔ فتره کي تاریخ کلیسا همکو بتاتي هے که عیسائیة اسوقت فساد کي جڑ اور انسانیة کشي کا ٹھکانا تھي جسکے حاملین کا صرف یه کام تھا که بعض بعض پر لعنتوں کے تیر برسایا کریں اور قوي ضعیف کو بیرحمي و بیدردي سے قتل کر ڈالے جیسا که هم پہلے بتفصیل تحریر کر آے هیں - مشرقي مسیحي سلطنت کي شام ، مصر و فارس کي لڑائیاں جو اس قرن

فترة میں هوئیں، اون نفرت آمیز حالات سے معمور هیں جو دامن مسیحیت پر سخت بدنما داغ هیں، اور همارا خیال هے که اوس ظلم آلود دامن کو دیکهکر عیسائیة کی روح اب بهي کانپتي هوئي - کیونکه اوس سے انسانیة کي روح بهي سخت تلاطم میں هے - اس زمانه کے مجوسي سلاطین اور نصراني ملوک بالکل یکساں هیں - اگر کوئي مدعي امتیاز اپنے برے واقعات کي تلاش کریگا تو ان دونوں میں کوئي فرق نہیں بتاسکتا - جس بیرحمی کے کارنامے مجوسیوں کي تاریخ حمله آوري میں موجود هیں، وهي ظالمانه حوادث مسیحي حملوں میں بهي نظر آتے هیں -

اور اگر ایسا هوا تو اسمیں کوئي تعجب کي بات نہیں - اسلیے که نصرانیة اس دنیا کیلیے نہیں هے بلکه صرف عاقبت کیلیے هے - جیسا که خود مسیح علیه السلام نے فرمایا " میري سلطنة اُس جہان میں هے "

اِس زمانه فترة میں گذشته تمدن کے تاجدار اور علوم قدیمه کے وارث روم و فارس تھے، لیکن باوجود اس تفوق کے وہ خود همجیة و وحشت میں غرق تھے، اور وہ شرمناک حرکتیں اُن سے صادر هوتي تهیں جن سے انسانیة بیزار هے -

عرب قرن فترة میں بالکل جاهل اور عالم بدویة میں تها - اوسمیں مدنیة کي بو تک نه تهي اور تمدن کے نام سے بهي واقف نه تها - اسي طرح وہ اُس علم و فلسفه سے بهي جاهل تها جو عالم میں پهیل چکا تها - اهل عرب کي صنعت یه تهي که وہ مویشیوں کو چراتے تھے اور چراگاهوں کیلیے لڑتے تھے - انکي تجارتي کائنات صرف یه تهي که کچهه سوداگران عرب، فارس اور شام کے بازاروں میں اپنے جانوروں کو فروخت کر کے وهانکي تهوڑي سي دولت حاصل کرلیا کرتے تھے - اور انکي مثال بعینه ایسي تهي جسطرح که آج بعض عربي سوداگر قاهرہ کي شاهراهوں پر کبهي کبهي جانوروں کو بیچتے نظر آجاتے هیں -

انهي بدوي عربوں نے جب ذکاوت و عقل کي منزل میں قدم رکها تو نهایت قلیل وقت میں انکي وہ حالت هو گئي جو هم کو صحابهٔ کرام کي زندگي میں نظر آتي هے - سیاست ملکي میں انکا حزم و احتیاط، تسخیر ممالک میں انکي حسن تدبیر، فتح بلاد میں انکا اسوۂ حسنه، اور شهروں کي آبادي و زینت میں انکا ولولۂ مدنیة اپني آپ نظیر هے -

آج تمام عالم جاپان کي ترقي سے حیرت زدہ هے اور اُس کے موجودہ ارتقاء نے عقول عالم کو حیرت میں غرق کردیا هے - لیکن اسکي ترقي کا زمانه بهي پینتیس سال هے، اور ان اسباب هي بنا پر جنکو زمانه کے انقلاب نے اسوقت پیدا کردیا هے، اور انپر غور کرنیکے بعد جاپان کي ترقي میں کوئي غرابت و حیرت باقي نہیں رهتي -

انیسویں صدي میں تمدني وسائل علمي اسباب کي طرح اسقدر بکثرت موجود هیں که جلد سے جلد وہ قوم جو بدویة و توحش میں غرق هے، تمدن و علوم کا آفتاب بن سکتي هے - یورپ و امریکه میں تعلیم عام هے، مدارس کي کثرت نے هر کس و ناکس، شهري، و دیهاتي کیلیے اپنے دروازے کهول رکهے هیں -

جب جاپان کي منجمد سطح متحرک هوئي اور اسکے تخت حکومت پر گذشته بیدار مغز بادشاہ جلوس فرما هوا تو اس نے جوشیلے لائق جاپانیوں کا ایک لشکر عظیم مرتب کیا، اور یورپ و امریکه میں تحصیل علوم و فنون کي غرض سے اسکو بهیجا - نیز اپنے ملک میں بڑے بڑے مدارس قائم کیے، اور یورپ و امریکه کے فاضلوں کو بلاکر انکا پروفیسر مقرر کیا، ساتهه هي پارلیمنٹي حکومت کي بنیاد ڈالي - ایسي حالت میں کوئي عجیب بات نہیں اگر ایک جاهل قوم تیس سال کے اندر ایک بڑي قوي قوم بن جاے -

لیکن اگر هم عرب کي تاریخ کو پڑهیں اور اسکي جهالت سابقه کو سامنے لائیں، تو کوئي چیز بهي سواے اسلام کے ایسي نظر نہیں آتي جو اهل عرب کے اسلامي تمدن کي معاون هوتي، اور اونکو مدني و علمي ترقي کي طرف حرص دلاتي، یا عمرانیة کے جذبه کو پیدا کرتي - بلکه اسکے برعکس اونمیں ظهور اسلام سے پہلے بدویانه درشت مزاجي موجود تهي، اور جاهلانه جنگ و جدال رات دن کا مشغله تها - تربیت مویشي اونکي دین و دنیا تهي، اور حفظ نسب و بلاغة و فصاحت فطري کائنات علمي - مگر اسلام کے بعد انکي حالت میں ایک نا قابل فهم انقلاب هوگیا - دنیا کا امن و امان انهي کے ذات سے وابسته هوگیا - انهوں نے وہ علم حاصل کیا اور اوس صداقت کي پرستش کي، جس نے علم هندسه، الجبرہ، طبعیات، کیمیا، تاریخ وغیرہ تمام اون علوم سے بے نیاز کردیا جنکي ایک فاتح لشکر اور سیاسي جماعت کو سخت ضرورت هوتي هے - اسباب ظاهر کے لحاظ سے بغیر اون فنون و علوم کے فتح و نصرت اور حکومت و سیاست محال هے، مگر انهوں نے محال کو واقعه بنا دیا - وہ علم کیا تها اور وہ صداقت کونسي تهي؟ وہ صرف قران اور اوسکے حقائق و معارف تھے، جنکو اهل عرب نے نبي امي صلعم کي مقدس زبان سے سنا، اور اونکي مردہ رگوں میں برقي قوة کیطرح وہ تعلیم کام کرگئي - وہ حقانیت کا ایک نور تها جس نے تمام عرب کو ایک هي جلوہ میں بیخود کردیا، اور عرب کے بدوي و وحشي فخر روزگار هوگئے -

پس عرب کے اسلامي انقلاب کو اس نظر سے نه دیکهو که ایک نئي قوم پیدا هوگئي، بلکه اس لحاظ سے دیکهو که تمدن و حکمت کو کس چیز نے پیدا کیا؟ گذشته متمدن قوموں نے تبدریج تمدن و علوم کو حاصل کیا اور پهر دنیا کي رزمگاہ میں در آے - آج همارے سامنے جاپان هے جس نے یورپ سے تمدن و علم کو اخذ کیا اور کامیابي کے ساتهه مشهور هوگیا - مگر عربوں کے پہلے دور میں کوئي تمدني سر چشمه ایسا نہیں ملتا جس سے انهوں نے فائدہ اُٹهایا هو - صرف دین اسلام کا ظهور اور قرآن مجید کي تعلیم تهي جو انکو ملي - اور بغیر علوم و تمدن کو اخذ کیے هوے انهوں نے تمدن و عمران، مساوات و امن، اور تعمیر و سلام کے ایسے تیس سال پیدا کردیے جنکے نظیر نه تو دنیا کے قدیم تمدنوں میں ملتي هے اور نه جدید تمدن میں -

تمام عالم میں ایک متنفس بهي خواہ وہ مسلم هو یا غیر مسلم، ایسا نظر نہیں آتا جو اس حقیقت سے انکار کرے که یه سب کچهه ثمرہ اونهي انوار الهیه کا نه تها، جو نبي کریم صلعم پر نازل هوے - بلکه اس صدي میں اکثر ایسے معترفین پیدا هوگئے هیں جنکو صاف صاف اقرار هے که عربستان کے نبي امي هي نے اس موجودہ تمدن کي حرکت پیدا کي تهي، اور وہ اسلام هي هے جس نے دربارہ مدنیة کو زندہ کیا - اور اس لحاظ سے بلاشک و شبهه نبي عربي کا وجود رحمة للعالمین هے - چنانچه اکثر عقلاء فرنگ اور محققین یورپ نے یه تصریح کردي هے که اگر اسلام ظاهر نه هوتا اور بلاد معمورہ عالم سلاطین روم و فارس کي عنایتوں کے دست نگر رهتے تو عمرانیة مٹ جاتي، شهر اجڑ جاتے، اور علوم و فنون کا لاشه کبهي کا تڑپکر ٹهنڈا هوگیا هوتا - جو شخص صفحات تاریخ پر تحقیق و تدقیق کي نظر ڈالیگا وہ اسکو ایک قول صادق اور عقیدہ راسخه پائیگا -

جب هم جناب ابو بکر صدیق (رض) کي طرف دیکهتے هیں جو رسول الله صلعم کے بعد خلیفه هوے، تو همکو معلوم هوتا هے که اونهوں نے سیاست کا وہ مستحکم ستون قائم کردیا تها، جسکو مدارس سیاسیه کے بڑے بڑے ماهر بهي نہیں قائم کرسکتے - ملک راني کے بهترین اصول سے آپ واقف تھے، سطوت و سیاست کے پوشیدہ طریق آپ پر منکشف هوگئے تھے - حالانکه اسلام سے پہلے صدیق اکبر بهي دیگر ابناء عرب کي طرح بدویانه زندگي رکهتے تھے - پس اگر قرآن شریف نازل نه هوتا تو اهل عرب علوم و فنون، معاشرت و معاملات، اور تاریخ سیاست سے بالکل جاهل رهتے - سواے اون چند روایتوں کے

جو اپنے اسلاف سے سنتے چلے آئے تھے - حضرة ابو بکر صدیق (رض) نے مرتدین سے جنگ کی ' اور ان پر فتحیاب ہوئے - اسکے بعد جزیرہ نمائے عرب میں تعلیم قرآن عام ہوگئی اور اس نور الٰہی کی تنویر سے عرب کا کوئی گوشہ خالی نہ رہا - آنحضرت کی وفات کے وقت زید بن حارثہ کی سیادت میں جس مہم جنگی کو جانب رسول الله صلعم نے شام کی جانب بھیجنا چاہا تھا ' اسکو جناب صدیق اکبر نے بھی شام پر حملہ آور ہونیکا حکم دیا - اسکے علاوہ فارس کی جانب بھی لشکر کشی کی - یہ فوج کشی حضرت ابوبکر کی ناعاقبت اندیشانہ یا بلا سوچے سمجھے نہ تھی ' بلکہ کمال احتیاط ' کمال حسن تدبیر ' اور بہترین طریقہ سیاسۃ پر عمل میں آئی تھی ' جسکی شہادت ان لشکروں کی فتوحات میں اور اوراق تاریخ میں موجود ہیں - حضرت ابوبکر صدیق نے نبی عربی سے پڑھا تھا ' لہذا یہی لحاظ انکو حکمت قرآنی رسول مبارک سے عطا ہوئی تھی جو سرچشمہ حکمت و علوم حقہ تھا - پس صدیق اکبر کی سیاسۃ عظیمہ اور حکمت عالیہ ذرا بھی قابل تعجب نہیں -

انکے بعد عمر فاروق خلیفہ ثانی کا دور آیا - اونکی قابل فخر حسن تدبیر ' شہرہ آفاق سیاسۃ ' مایۂ روزگار حکمت و تدبیر نے عدل حکمت عملی نے بہت سے با جبروت سلاطین کا نام صفحۂ دنیا سے محو کردیا ' اور زمانہ سے یہ اقرار کرا لیا کہ اسوقت اس زمین کی سطح پر عمر فاروق کا کوئی مثل و نظیر نہ تھا :

مضی الدهور وما اتين بمثله
ولقد اتی فعجزن عن نظرائه

اگر تم اس مدنیت کے بادشاہ اور حکمت و سیاست کے امام یعنی فاروق اعظم کے ایام جاهلیۃ کے حالات پڑھو تو تمکو معلوم ہوگا کہ یہی علم و حکم کا پیکر قبل از اسلام ایک سادہ و معمولی بدوی وجود تھا جسکی ترقی کی کائنات کل یہ ہے کہ وہ مویشیوں کا تاجر ہے اور اس غرض سے شام و فارس کا گاہ گاہ سفر کرلیتا ہے - مگر اسی وجود نے جب انوار قرآنی کو اپنے قلب میں جذب کیا اور رسول الله صلی الله علیه وسلم سے آداب و حکمت الٰہی کی تعلیم پائی تو عدل و فضل ' سیاسۃ و ریاست ' علوم و حکم کی وہ آیات بینات ظاہر ہوئیں کہ تمام اهل تحقیق کے نزدیک اونکی کوئی مثال نہیں ملسکتی -

یہی حالت بقیہ اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کی ہے کہ اونمیں سے ہر ایک میدان حرب کا بطل ' لشکر کا سپہ سالار ' سیاسۃ کا امام ' اور ہدایت کا آفتاب تھا - چنانچہ حضرت علی ' ابو عبیدہ ' سعد بن ابی وقاص ' طلحہ ' زبیر ' عباس وغیرہم رضی الله عنهم - اور اکثر صحابہ مدنیۃ فاضلہ کی بلند ترین منزل میں ہیں -

نسیم شمال

سراج الاخبار افغانیه و مجلة البلاغ هند

وان کنت لا تدري ' فتلک مصيبة
وان کنت تدري ' فالمصيبة اعظم !

این تازه نیز ... پوشیده نیست که مجلهٔ البلاغ ... از آغاز ... اقتباس آرا و افکار معاصرین ... خودش یک مسلک مخصوصی پیش گرفته ' و ... از ... تقریعات جرائد و مجلات عصر نقل و اقتباس نه نموده - حتی نه جرائد و مجلات شهیرهٔ عالم اسلامی علی الخصوص ... آستانه ... و مصر و ... اقدام و ترجمان حقیقت و ... و ... الارشاد ... و ... دیروت ... و ... تای معاصرانهٔ خود شان هیچه درین باب ... و ... نمودند ' علی سبیل الاشاره هم ... نه آمد - لاکن این ایامن دفعه ... برخلاف مسلک ... خود از یک جریدهٔ شهیرهٔ عالم اسلامی بعض سطور را در صفحات ... البلاغ اقتباس ... نسیم ... البلاغ ... داده -

این جریدهٔ جلیلهٔ ... سراج الاخبار افغانیه است که از دار الامارة دولت علیهٔ اسلامیهٔ افغانیه خلد الله ... شوند ' و ملکیا هر هفته توزیع و نشر ' و در اسم محترم خود یک ... دل افروز و یک ... روح پرور را اسم سامی و محبوب اعلی حضرة سراج الملة و الدین را داراست ' و بدین واسطه مرکز آمال و مطمح انظار و جالب قلوب تمام ملت اسلامیه می باشد :

ومن مذهبي حب الديار لاهلها
وللناس فيما يعشقون مذاهب

مدیر و محرر این جریدهٔ شریفه حضرة ادیب جلیل و فاضل نحریر عالی جناب معالی آداب میرزا محمود طرزی از اجلهٔ مشاهیر عصر اند که سالهاے دراز در ممالک عزیزهٔ اسلامیه علوم و فنون قدیمه و حدیثه را بمنهج جدید اخذ و تحصیل ' و باز از طلب مخصوص حضرة ملوکی طرف وطن مبارک خود عودت ' و مدتها ست که پیوسته در خدمت ابناے وطن ' و دعوه و تبلیغ کلمهٔ حق و صدق ' و نشر و توزیع علوم و فنون ' و تدوین مصنفات و ادبیات نافعه ' و ترتیب و تحریر جریدهٔ محترمهٔ سراج الاخبار افغانیه ' اوقات گرامی خود را وقف نموده ' و بدان واسطه در تمام عالم اسلامی بیرق شهرت و لواء عزت را بر افراشته اند - فطوبی لرجل يعيش و يموت فی قوم یعرف اقدار الرجال !

هنگامیکه در سنه ۱۹۰۴ عودت فرماے وطن مبارک بودند و از دمشق شام به خاک هند وارد ' این فقیر در بمبئی مقیم بود - هنوز آن لمحات گرانمایهٔ وقت خود را فراموش نه کرده ام که از صحبت و ملاقات این فاضل یگانه خوش وقت و سعادت اندوز بودم :

تـذكرت ايامـا مضـت و لياليا
خلت ، فجرى من ذكرهن دموعي
الا ، هـل لنـا يوما من الـدهر عودة
و هل لي الى وقت الوصـال رجوع ؟
و هـل بعـد اعـراض الحبيب تـوصل
و هـــل لبـدور قـد افـلن طـلوع ؟

اما معلوم نيست كه آن طرف چه طور ست ؟

ايكه هرگز فرامشـــت نه كنــم
هيچت از بنـده ياد مي آيد ؟

بلكه بايد گفت :

بهــر تو شنيـــده‌ام سخن ها
شايد كه تـو هم شنيده باشي !

همين تذكره و يادآوري يك صحبت رفتهٔ قديم بود كه از مطالعه تقريظ البـــلاغ با جگرے پر از خون و دلے پر از اضطراب تازه گشت ، و يك تقريب مخاطبة و محادثهٔ صديق قديم انگاشته بے اختيار اين چند كلمات از خامه حسرت نـگار تراوش يافته - و الآن يضيق صدرى ولا ينطلق لساني :

و من بعــد هـــذا مايدق بيانه
و ما كتمه احظى لديه و اجمـل

انما اشكوا بثي و حزني الى الله و اعلم من الله ما لا تعلمون !

و ان كنت لا تــدرى فتلك مصيبـــة
و ان كنت تدرى ، فالمصيبـة اعظــم !

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا ، و ينشر رحمته ، و هو الولي الحميد !

* * *

معاصر محترم ممدوح در شماره ۱۰ ماه روان به عنوان تقريظ مي نگارد :

(الـــبلاغ)

" البلاغ " نام يك رسالهٔ فوايد اسالهٔ اسلاميه است كه در تحت رياست تحريري اديب فاضل ، و لبيب كامل ، وطن پرور غيور ، و الفاظ فصيح و بليغ مشهور هند ، جناب مولانا ابو الكلام صاحب آزاد در هر پانزده روز يك بار بكمال زينت و زيبائي اشاعت و انتشار مي يابد - مسلك و مقصد اعظم اين رسالهٔ بلاغت توام از نام نامي اين روز نامهٔ گرامي بخوبي ظاهر و آشكار ست - چنانچه علاوه بر معاني كه ازان مراد و مفاد يگانهٔ تبليغ احكام اسلام و ترغيب به حفظ و ترتيب قوانين منيف شرع شريف حضرت خيرالانام عليه السلام اخذ و استنباط ميشود ، مطلب و مقصد فصاحت و بلاغت آن نيز مفهوم و معلوم ميگردد - طرز تحرير و شيوهٔ تقرير اين جريد فريده خيلي مرغوب و پسنديده است - چنانچه اصل هر واقعه و هر بحث و بيان را از آيات بينات قرآن عظيم الشان اخذ و استناد مي نمايد -

جناب مولانائے موصوف در خصوص رنگيني عبارات ، و سنگيني كلمات ، و متانت الفاظ و لغاتي كه درحين تقرير و اثنائے تحرير خود شان بى تكلفانه استعمال مي فرمايند ، در همگنان معروف ، و در خلق و ايجاد مضامين جيد و عناوين جديد طبع عالي شان به حيثيت يك موجد و مخترع در عالم اسلامي تسليم ميشود -

قبل ازين " الهـلال " نام يك رسالهٔ معتبر ديگرى كه طرز تحرير و نهج تقرير و وضع تقطيع و تركيب آنرا رسالهٔ مفاسد ازالهٔ " البلاغ " عيناً پيروي و تعقيب ميكند ، نيز در تحت مديرية جناب فاضل مشار اليه در عرصهٔ ادبيات رونق افزاى عالم مطبوعات مي گرديد ، ولى پيش از مدت ده ماه بنا بر بعض اشكالات مالى و اشغالات كثيرهٔ مدير عرفان تخميز خود به توقيف و تعطيل مجبور شد - و درينقدر مدت مديد شايقان ديدار و عاشقان گفتار خود را در انتظار ميداشت - تا بتاريخ اول محرم سنه ۱۳۳۴ در عوض آن شمارهٔ نخستين رسالهٔ " البلاغ " الغرا در معرض طبع و انتشار آمده ، عالم علم و ادب را يك رونق تازه و يك طراوت بى اندازه بخشيد - و بدينصورت قلوب همهٔ هواخواهان و جميع مشتركين " الهـــلال " را به چهرهٔ ملاحت شهرهٔ خود حظ و سرور فوق العادة عطا فرموده ، بلطافتهاى صوري و لطافتهاى معنوي خود گرويده و مجلوب ساخت - و درين خصوص ذات جناب مولانا ابو الكلام خيلى شايان تمجيد و تحسين ميباشد - علاوه بر اخلاق حميده و اوصاف پسنديدهٔ مانند حب دين و وطن و جوش اسلامي كه مولانا و بعضي از امثال شانرا در قطعهٔ هندوستان به آن شهرت حاصل است ، صفت اعجاز كلامي و فصاحت و بلاغت بياني و عبور علوم دينيه تنها از صفات ممتاز و مخصوصيتى است كه حق سبحانه تعالى خاص به ايشان عطا فرموده و ادبيات زبان اُردو را به آن عروج و ترقى داده است - انسـان اگر مجلدات " الهــلال " را در زير نظر دقت و مطالعه بگيرد ، بے شبهه در مقابل جدت تحـرير و تقرير و جيادت مفهوم و معناي آن محو و حيران خواهد ماند - و از آنجا قوت سحر نـگاري و جادو زباني صاحب و مدير انرا اندازه و تخمين خواهد توانست - حقيقتاً جناب مولانا در مسلك خود يك شيوهٔ احسن و يك اصول بسيار مستحسني را كه نظير آن كمتر يافتـه ميشود از پيش گرفتـه تعقيب مي كند -

رسالهٔ مصورهٔ " البلاغ " بلحاظ صورت و معنى از جرايد برگزيده و ممتاز اُردو زبان قطعهٔ وسيعهٔ هندوستان است ، و هيچ اخبارے نيست كه بقواعد مخصوصه و اصول موضوعهٔ وے كه براے خود اخذ و انتخاب نموده ، دعوى همسري نمايد - در لطافت و پاكيزگي خود يگانهٔ جريدهٔ است كه در همهٔ هندوستان بطبع ميرسد - يكى از خصوصيات لازمهٔ آن اينست كه بحروف " ٹايپ " و تصاوير بسيار زيبا و مهمي مطبوع و مزين مي گردد - قيمت ساليانه آن تنها ۱۲ روپيه انگليزي و شش ماههٔ آن ۶ روپيه و ۱۲ - آنه ميباشد ، و حجمش هم گاهي از ۲۴ صحيفه كمتر نميشود - مجلدات رسـالهٔ مصورهٔ " الهلال " كه قبل ازين اشاعت مي يافت ، نيز هر يك به قيمت ۷ روپيه انگليزي در ادارهٔ عليهٔ " البلاغ " در كلكته بفروش ميرسد كه همهٔ آنها به اعتبار صفائي تصاوير كثيره و استفادهٔ ارباب ذوق شايان مطالعه و لازم خريدنست - ما همهٔ اهالي وطن عزيز خود را كه بزبان اُردو كم و بيشى آشنائي دارند و يك شوق و لذت علمي را مالـك باشند ، به اشتراى مجلدات " الهلال " و اشتراك رسـالهٔ " البـــلاغ " ترغيب و تحـريض داده مي گوييم كه مطـالعـهٔ اين چنين آثار مفيده براے ايشان باعث بسى استفاده و توسـيع معلومات و توليد عزائم و همم است -

" سـراج الاخبار افغانيه " رفيق معزز و محترم خود " البـلاغ " را بكمال فرحت و مسرت استقبال و پذيرائي مي كند ، و همواره بتمام كاميابي و موفقيت اشاعت آنرا در تحت مديرت جناب كمالات مآب فضيلتمند مولانا ابو الكلام آرزو دارد ، و همهٔ عالم اسلام را بشارت ميدهد كه الحمد لله در هندوستان نيز بعضى چنين ذواتى وجود دارند كه بكمال فعاليت مدافعهٔ ديني را نموده با همهٔ موجوديت خود شان بر حفظ حرارت اسلامي درين قوم و ملت خود كوشش ورزيده ، آنرا از شر و ضرر نجات و رستگاري ميدهنـد " زاد الله تعالى امثالهم "

البـــلاغ :

سخن طرازي و دانش هنر نظيري نيست
قبــول درست مگــر نالهٔ حزين گـردد !

انسـان کـي حيـاة صـــالحه

اور اسکي طبعـي عمـر

سلسلهٔ الاصلاح والافساد کي ايک مختصر صحبت

دنيا معدوم تهي ' وجود ميں آئي ' پهر معدوم هوجائيگي ' نباتات ' حيوانات ' معدنيات ' کا وجود صفحهٔ هستي پر نه تها ' خدا نے ان کو پيدا کيا ' اور وهي ايک دن ان کو اولٹ بهي ديگا ' دنيا کے نشيب و فراز مٹ جائينگے ' اور خدا اور خدا کے فرشتے ايک هموار ميدان ميں کهڑے هوکر انسان کے اعمال فاسده و صالحه کا جائزه لينگے :

کلا اذا دکت الارض دکا	جب زمين چور چور کردي جائيگي '
دکا وجاء ربک و الملک	اور تمهارا پروردگار اور اسکے فرشتوں کے
صفا صفا (فجر: ۲۲)	پرے کے پرے آ جائينگے -

اعمال صالحه و اخــلاق فاضله کے قائم رکهنے کيليے ذوق فطري ديا گيا ' پيمانه عام قائم کيا گيا ' خير و شر کي حد بندي کردي - ليکن کيا تمهارے اعمال اس قانون الهي سے آزاد هيں ؟ نهيں ! تمهارے اعمال ' تمهارے اخلاق ' تمهارے فضائل بهي دنيا کي اور چيزوں کي طرح معدوم تهے - قوت صالحه نے اونکو پيدا کيا ' مگر وقت و مکان کے لحاظ سے ان ميں بهي ايک سلسلهٔ وجود و عدم جاري هے -

جسطرح دنيا کي ايک عمر هے ' اشخاص کي ايک محدود زندگي هے ' اقوام کے موت و حيات کي ايک مدت هے - يهي حال تمهارے فضائل و مناقب کا بهي هے - حضرة آدم کا سلسله نسب قيامت تک قائم رهيگا مگر بني آدم کا حسب چار پشتوں سے زياده نهيں چل سکتا - ايک شخص جد و جهد کرکے فضائل کا اکتساب کرتا هے ' علوم سيکهتا هے ' حکومت کي بنياد ڈالتا هے - مذهب کا سنگ بنياد رکهتا هے ' اوسکا بچه اس جد و جهد کا ذکر اوسکي زبان سے سنتا هے ' اوسکے اعمال کو ديکهتا هے - باپ مرجاتا هے ' اور وه اونهي طريقوں پر عمل کرتا هے جن پر باپ نے عمل کرکے يه بنياد قائم کي تهي ' ليکن ديوار ميں ذرا سا شگاف هو جاتا هے ' کيونکه باپ حصول محاسن کا موجد تها ' يه مقلد هے ' اور مقلد و مجتهد کا فرق ظاهر هے - دو پشت اسطرح گذر جاتي هے اور شرف خانداني قائم رهتا هے - تيسري پشت شروع هوتي هے ' اور يه سلسلهٔ خاندان صرف آبا و اجداد کي سني سنائي باتوں کي تقليد کرتا هے ' اسليے شگاف ميں اور زياده وسعت پيدا هوجاتي هے - پهر چوتهي پشت شروع هوتي هے ' اور مغرور انسان آباء و اجداد کے فضائل اور جد و جهد کا مرقع زريں ديکهتا هے اور يقين کرليتا هے که اب يه وراثت دائمي هے ' جد و جهد اور عمل حق کي کوئي ضرورت نهيں - جب قلعه مستحکم هوگيا تو پهر فوج کي کيا حاجت هے ؟ پس وه هاتهه پانوں توڑ کے بيٹهه جاتا هے ' يه حال ديکهکر محرکات و وسائل عمل بهي اسکو چهوڑ ديتے هيں اور کسي دوسرے خاندان کا هاتهه پکڑ ليتے هيں - وه خاندان ان آلات و اسلحه کو ليکر اوٹهتا هے ' اور قلعه فتح کرليتا هے - ديوار دهم سے گر پڑتي هے ' اور چار پشت کے بعد اعمال صالحه کا گهرانا عموماً دوسري جگهه منتقل هوجاتا هے -

اگرچه بهت سے خاندانوں کا شرف اس سے زياده مدت تک قائم رهتا هے ' اور بهت سے خاندان اس سے پهلے بهي برباد هو جاتے هيں ' ليکن معلوم هوتا هے که اعمال صالحه کي متوسط عمر يهي هے - قران حکيم اور حديث و تاريخ سے بهي اسکي تائيد هوتي هے :

ليس علی الذين آمنوا	جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح کيا '
و عملوا الصـالحات جناح	اونپر کوئي گناه اوس چيز کيليے نهيں هے
فيما طعموا اذا ما اتقــوا	جسکو اونهوں نے کهايا ' جبکه تقوی
و آمنوا و عملو الصالحات	اختيـار کيا ' ايمـان لاے ' اور عمل
ثم اتقوا و آمنوا ثم اتقوا	صالح کيا ' پهر تقوی اختيار کيا اور
و احســـنـــوا و اللـــه	ايمان لاے ' پهر تقوی اختيار کيا اور
يحـب المحسنيـــن -	احسـان کيا ' اور خـــدا احسان کرنے
(مائده : ۹۴)	والوں کو دوست رکهتا هے -

ايمان و عمل صالح کے بعد ايک درجه قائم هوگيا ' اسکے بعد خدا نے تين بار تقوی و ايمان و احسان کي هدايت کي ' اسليے يه چاروں درجے مکمل هوگئے - چوتهے درجه پر احسان کا حکم ديا که عمل صالح کي تکميل احسان هي هے -

خدا نے اگرچه ان مراتب اربعه کو چند متعين اشخاص کے ساتهه محدود کرديا هے ' ليکن يه قران حکيم کا عام انداز هے که باپ کے اعمال کو اولاد کي طرف منسوب کر ديتا هے ' اسکے بعد کے تينوں مراتب نيچے کي پشتوں کے ساتهه تعلق رکهتے هيں - حديث شريف ميں آنحضرت نے حضرت يوسف عليه السلام کے مناقب کا ذکر ان الفاظ ميں فرمايا هے :

انما الکريم ' ابن الکريم '	شـريف ' شـريف کا بيٹا ' شريف کا
ابن الکريم ' ابن الکـريم	بيٹا ' شريـف کا بيٹا ' يوسـف بن
يوســـف بـن يعقوب -	يعقوب هے -

يعني آپ نے کرم کا انحصار چار پشتوں ميں کيا ' جسکا مقصد يه هے که حضرت يوسف کے خاندان نے شرافت کي کامل مدت کو پورا کرليا ' اور يهي چار پشتوں کي مدت اوسکي آخري سرحد هے -

ايک بار نوشيروان نے نعمان سے کہا " کيا عرب ميں کوئي قبيله سب سے ممتاز هے ؟ " اوس نے کها هاں ! نوشيروان نے وجه فضيلت پوچهي - نعمان نے جواب ديا : جس خاندان ميں تين سردار متصل هوتے چلے آئيں ' پهر چوتهے کي باري آے ' تو تمام قبيلے ميں وه خاندان ممتاز خيال کيا جاتا هے - نوشيروان نے اس خاندان کو طلب کيا تو آل حذيفه بن بدر الفزاري نے شرافت کي يه آخري سند پيش کي - اگر سلاطين عالم کے خاندانوں پر نگاه غائر ڈالي جاے تو وه بهي اسکي تائيد کرينگے ' اور خلافت راشده کا دور تو اسکي واضح مثال هے :

خير القرون قرني ثم الذين	بهترين زمانه ميرا زمانه هے پهر وه
يلونهم ثم الذين يلـــونهم -	لوگ جو اسکے بعد آئينگے پهر وه
	جو اس کے بعد -

آنحضرت صلی الله عليه و سلم نے چوتهے دور کا ذکر نهيں کيا که فتنه و فساد کا زمانه قابل ذکر نهيں -

عموماً اقوام کي عمر ' اشخاص سے زياده ممتد هوتي هے - يهي حال اخــلاق و فضائل کا بهي هے - اشخاص اور اشخاص کے ساتهه اونکے محاسن زندگي بهي چلے جاتے هيں ' ليکن قوم باقي رهتي هے ' اور اوسکے ساتهه اوسکي اخلاقي روح بهي قائم رهتي هے - پس اگر هم اپني اخلاقي زندگي کو ترقي دينا چاهتے هيں ' تو همکو اپنے تمام اعمال صالحه کو جمهوريت کے قالب ميں ڈهال دينا چاهيے - اسلام کے قالب ميں فطرتاً يه روح موجود تهي ' اسليے اوسکے تمام قواے طبعي ايک مرکز پر جمع هوکر جسم کو حرکت ديتے تهے ' ليکن امتداد زمانـه نے اس مرکز کو اپني جگه سے هٹا ديا ' اسليے شخصيت نے جمهوريت کي جگه ليلي اور خلافت نے حکومت کي صورت اختيار کرلي ' جب تک بدن ميں قوت تهي مرض کے نتائج عــلانيه محسوس نهيں هوے ' ليکن جب جسم کي قوت ميں اضمحلال پيدا هوا تو دفعتاً ظاهر هوگئے - دنيا نے ديکهه ليا که مرض نے رطوبت غريزي کو خشک کرديا هے ' اور حرارة اصليه کا چراغ بجهه گيا ' اوسوقت خدا کا فرشته پکارا - ظهر الفساد فی البر و البحـر بمـا کسبـت ايـدي النـاس - رطوبت اگـرچـه خشک هوگئي هے ' حرارت اگرچه بجهه گئي هے ' مگر جسم باقي هے ' اور وه پهر اسي معجون مرکب سے توانائي حاصل کرسکتا هے -

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوی)

(۲)

(غـــزوات)

بدر و احد کی لڑائیاں جس وقت واقع ہوئیں ' حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے ' اسلیے مجبوراً شریک نہو سکے - بدل کتابت ادا کرکے جب وہ آزاد ہوگئے تو غزوۂ خندق پیش آیا ' اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوے - اسکے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے - غزوۂ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی - اُسکے کھودنے کے لیے انصار اور مہاجرین میں غالباً مسابقت کا خیال پیدا ہوگیا تھا - چونکہ حضرت سلمان فارسی نہایت قوی آدمی تھے ' اس بنا پر اُنکے متعلق انصار و مہاجرین میں حجت ہوئی - انصار کہتے تھے سلمان ہم میں سے ہیں ' اور مہاجرین اُنکو اپنی طرف کھینچتے تھے - حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ :

سلمان منا اهل البیت   سلمان ہمارے اهل بیت میں سے ہیں -

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی غلام کو اسقدر عزت نہ دی ہوگی کہ اُسکو اپنے اهل بیت میں شامل کرلیا ہو - یہ مساوات اسلام ہی نے قائم کی تھی اور یہ اُسیکا خاصۂ لازمی ہے -

(اخلاق و عادات)

حضرت سلمان فارسی بیحد حلیم ' منکسر المزاج ' قانع ' رحم دل ' زهد پیشہ ' اور فیاض طبع تھے - بیت المال سے اُنکو چار ہزار درہم ملتے تھے - لیکن وہ اُنکو تقسیم کردیتے تھے ' اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے - وہ جس زمانے میں مدائن کے امیر تھے ' کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بناکر معاش پیدا کرتے تھے - چنانچہ کچھ لوگ اُنکی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھکر کہا : آپ تو یہاں کے امیر ہیں ' اور آپ کو بیت المال سے بھی وظیفہ ملتا ہے ' پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟ اُنہوں نے کہا : میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں - بعض روایتوں میں ہے کہ اُنکا وظیفہ پانچ ہزار تھا ' اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے - لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے ' اور اُنکے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے - جو وظیفہ ملتا تھا اُسکو تقسیم کردیتے تھے ' اور کماکر گذر اوقات کرتے تھے - اُنہوں نے اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا تھا ' جہاں کسی کا گھر مل جاتا ' اُسکے سایہ میں پڑ رہتے تھے - ایک مرتبہ حذیفہ (رض) نے اُن سے کہا ہم آپ کے لیے گھر کیوں نہ بنادیں - انہوں نے فرمایا کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لیے ویسا ہی گھر بناؤگے جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے ؟ اُنہوں نے کہا نہیں ' ہم تمہارے لیے بانس کا گھر بنالینگے ' اور اُسکی چھت نیچی ہوگی ' وہ اسقدر پست ہوگا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اُس سے لگ جائیگا ' اور اس قدر تنگ ہوگا کہ جب سونا چاہوگے تو تمہارے پہلو اُسکے دونوں کناروں سے مل جائینگے - اُنہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی -

امارت اور حکومت سب کو عزیز ہے ' لیکن حضرت سلمان (رض) زهد کی وجہ سے اُسکو ہمیشہ مکروہ سمجھا کیے ' ایک بار اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا :

حلاوة رضاعتها و   یعنی اُسکے دودھ کی شیرینی اور اُسکے
مرارة فطامها -   دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے -

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا ' زکوۃ و خیرات کے مال کھانے سے اسقدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُنکے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجیے - اُنہوں نے فرمایا : تمہارے پاس کچھ مال ہے - اسنے کہا نہیں - آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہوگا ؟ اُسنے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کرکے یہ مال ادا کردونگا - آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو ؟

وہ زهد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے - وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوے تو سعد بن ابی وقاص اُنکی عیادت کو آے ' حضرت سلمان اُنکو دیکھکر رونے لگے - اُنہوں نے کہا رونے کی کوئی وجہ نہیں ' رسول اللہ آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے - آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملینگے اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی - حضرت سلمان نے فرمایا : خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کی طمع سے نہیں روتا - لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زادراہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیے - حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں !

جس سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا ' وہ صرف ایک پیالہ اور لوٹے کے سوا کچھ نہ تھا -

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور اُنکی قناعت عام طور پر مشہور تھی - یہانتک کہ بعض صحابہ نے اُنکی وفات کے بعد خواب میں بھی توکل و قناعت ہی کو دیکھا -

عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا ' مجھے نیند آگئی تو سلمان آے اور سلام کیا ' میں نے سلام کا جواب دیا ' اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا - انہوں نے نہایت عمدہ - توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے ' اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے -

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص اُنکے پاس آیا ' وہ اُس وقت آٹا گوندھ رہے تھے - اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے ؟ آپ نے فرمایا ہم نے اسکو ایک ضرورت کے لیے بھیجا ہے ' ہم نے پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کاموں کا بار ڈالا جاے -

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے - وہ مدائن کے امیر تھے - ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لیے جاتا تھا - اس سے انکے جسم میں خراش آگئی ' وہ رک گئے اور پاس آکر اُسکا بازو ہلاکر کہنے لگے : جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو خدا تم کو زندہ رکھے -

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لیے آتا تھا ' اُس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو انکے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی ' اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اسلیے اسنے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ - یہ بوجھ اٹھا لیچلو - حضرت سلمان کو بوجھ لیجاتے ہوے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے گورنر ہیں - اسنے کہا مجھے کیا معلوم تھا ؟ حضرت سلمان نے فرمایا : جب تک اسکو تمہارے گھر تک نہ پہونچادونگا ہرگز نہ اتارونگا

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی ' وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا ' اسنے انکے سر پر وہ گھاس لاددی - وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اٹھا لیتے ہیں ' اسنے پوچھا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں ' اسنے معذرت چاہی ' مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کرلی ہے کہ اسکو تمہارے گھر تک پہونچاؤنگا -

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہوکر گئے ' فوج کے نوجوانوں کے پاس ہوکر گذرے تو ان سبھوں نے انکی ہنسی اڑائی - ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو ' خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا -

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے ' لیکن جب کبھی نکلتے تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گدڑیے سے تشبیہ دیتے ہیں - لیکن وہ ان سے درگذر کرتے -

لیکن باوجود اس زہد اور حلم و انکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا ' اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے ' بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے - حضرت ابوالدرداء سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی - ایک دن حضرت ابو الدرداء کی بی بی نے ان سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنی میرا حق ادا نہیں کرتے) اسلیے حضرت سلمان فارسی نے وہ رات وہیں بسر کی - جب ابو الدرداء نماز کو اٹھے تو انہوں نے روک لیا - صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا ' اور جب تک ابوالدرداء نے روزہ نہ افطار کر لیا ' وہاں سے نہ ٹلے - ابو الدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوے تو آپ نے فرمایا : سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں ' اعتدال کے ساتھ عبادت کرو -

(مناقب)

حضرت سلمان کو زہد ' عبادت ' حلم و انکسار ' اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا ' جو اکثر صحابہ کو حاصل نہ ہوا ہوگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی حضرۃ علی ' عمار ' اور سلمان کی مشتاق ہے - (رضی اللہ عنہم) - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آ جائیں - حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے - وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوسکتا ' وہ اہل بیت میں سے ہیں - حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا - لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے ' جو انکا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے ؟ حضرت عمر نے فرمایا : سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوے ' ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوے -

(وفات)

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے - جب انکی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بی بی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے - اسکو اٹھا لاؤ - وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں - حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا اور مشک کو اسمیں حل کردیا - پھر بی بی سے فرمایا : اسکو میرے گرد چھڑک دو ' کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو خوشبو کو بہت پسند کرتی ہے ' اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے تم یہاں سے چلی جاؤ - ان کی بی بی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک باہر بیٹھی تھیں کہ انھوں نے ایک نہایت آہستہ آواز سنی - جاکر دیکھا تو انکا وصال ہوچکا تھا -

مواعظ و خطب

سورۂ کریمۂ ماعون

(از مولانا خواجہ عبد الحی - سابق پروفیسر میرٹھ کالج)

دولت کے کرشمے بھی عجیب و غریب ہیں - ایک مجسمۂ شیطنت اور ملعونیت ' ایک پیکر فسق و فجور انسان ' زریں لباس زیب تن کیے ہوے تمہاری مجلس میں آ جاتا ہے - اس کا ایک ایک فعل ' ایک ایک حرکت اخلاق انسانی کو توڑنے والی ' اور نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ہوتی ہے ' مگر سونے کا چمکدار تھیلا سب کی آنکھوں کو خیرہ کردیتا ہے اور تمام حاضرین سر بسجود ہوکر " انت الہنا " پکارنے لگتے ہیں - اسکی تمام برائیاں نیکیاں بن جاتی ہیں ' اسکے تمام نقائص محاسن و فضائل میں بدل جاتے ہیں ' اور وہی فساد و شیطنت کا پتلا ' معبود و مطلوب ہر بو الہوس بن جاتا ہے - دولت کے یہ کرشمے ہیں ' تم ان کو روز مرہ مشاہدہ کرتے ہو ' مگر تم ان سے نصیحت و عبرت حاصل نہیں کرتے - یمرون علیها و هم عنها معرضون -

دولت اپنے ساتھ خوبیاں بھی لیکر آتی ہے اور برائیاں بھی ' قرآن حکیم مال جمع کرنے سے تمکو نہیں روکتا بلکہ مختلف مقامات پر اس کو " خیر " سے تعبیر کیا ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکے اندر عیب نہیں ' قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے ہر ایک بحث کی تنقیح کرتا ہے ' اسکے محاسن و فضائل ظاہر کرتا ہے ' اسکے عیوب و مفاسد کو کھولتا ہے ' اور پھر بتلا دیتا ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے ؟

بخل ایک نہایت ہی مذموم و قبیح شے ہے ' جسوقت کسی قوم سے مالی و جانی قربانی کا مادہ جاتا رہتا ہے ' وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے ' اور زندہ قوموں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتی -

سورۂ صف میں فرمایا : هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ' تومنون بالله و رسوله و تجاهدون فی سبیل الله باموالکم و انفسکم ' ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون - آؤ تمہیں وہ تجارت نافع بتائیں جس کا یقینی اور قطعی نتیجہ یہ ہو کہ عذاب الیم سے نجات مل جاے ' وہ تجارت وحید صرف یہ ہے کہ اللہ و رسول پر سچ سچ ایمان لے آؤ اور مال و جان کو حق کی راہ میں قربان کرو - حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہیں ذرا بھی علم ہوگا تو تم دیکھ لوگے کہ اس میں تمہارے لیے بڑی ہی خیر و برکت ہے -

پھر اس قربانی کو زیادہ واضح ' نتیجہ خیز ' اور موثر بتلانے کی غرض سے سورہ توبہ میں فرمایا : قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مساکن ترضونها ' احب الیکم من الله و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره ' والله لا یهدی القوم الفسقین - مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' بیٹے ' بھائی ' عورتیں ' برادری ' وہ مال جو تم نے کمایا ہے ' وہ سوداگری و تجارت جسکی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے ' وہ مکانات جو تمہیں بہت ہی مرغوب ہیں ' اگر ان میں سے ایک چیز بھی تمکو زیادہ عزیز ہے اللہ سے اسکے رسول سے اور پھر اسکی راہ میں قربانی کرنے سے ' تو یقین کرو کہ تمہارے لیے اللہ کی رحمت و محبت کا دروازہ بند ہوگیا ہے - بس اب تم اللہ کے آخری فیصلہ کا انتظار کرو اور اس بات کا یقین کرو کہ خداے حکیم و علیم بد اخلاقیوں کی کبھی رہنمائی نہیں کرتا -

غور کرو ' یہ اس جانی و مالی قربانی سے بھاگنے کا نتیجہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ' اب ایسی قوم کی ہدایت کا دروازہ مقفل

ھوجاتا ھے ' وہ مغضوب و ملعون ھوجاتي ھے اور خدا کي لعنت کا آھني طوق اسکي گردن میں پڑجاتا ھے ' پھر دنیا میں کون ھے جو اللہ کے ذلیل کیے ھوے کو عزت دے ؟

بخل اگرچہ تم ابتدا میں صرف مال کے لیے کرتے ہے مگر اس کا فساد عظیم جان کے عزیز ھونے تک پہنچ جائیگا ' اور خدا کے راستہ میں دکھہ اٹھانا بھي تمھارے لیے ' شکل ترین امر ھوجائیگا -

قرآن حکیم نے اسي بخل کو لیا ' اور ایک مستقل سورۃ میں اسکے نتائج کو واضح کیا :

ارئیت الذي یکذب بالدین ' فذالک الذي یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین -

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس کو اتنا بھي یقین نہیں کہ اسکو کسي نہ کسي دن اپنے اعمال کا خود جوابدہ ھونا پڑیگا ' اور اگرچہ زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا ھے ' مگر اسکے اعمال اسکے اس اقرار کي تکذیب کر رھے ھیں ؟ جو شخص یتیموں کي ذرا بھي پروا نہ کرے بلکہ جب وہ اپني حاجات اس دولتمند شخص کے پاس لے کر آویں تو انکو دھکا دیکر نکالدے - تو کیا اس عمل قبیح سے یہ ثابت نہیں ھوا کہ اس کو قیامت پر ذرا بھي یقین نہیں ؟ اسکے ساتھہ تو اسکے اعمال جائینگے نہ کہ مال و دولت - مگر حقیقت یہ ھے کہ اسکو وھم و گمان بھي نہیں کہ ھر شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا ھے - خیر اسکو بھي جانے دو ' اگر یہ نہ سہي تو کم سے کم اتنا تو ھوتا کہ دوسروں ھي کو نیکي کي ترغیب دیتا ' مگر اس بدبخت کي حالت عجیب ھے کہ آوروں کو بھي مساکین و فقرا کي خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا - اسکے یہ تمام اعمال و افعال صاف صاف اعلان کر رھے ھیں کہ اسکو قیامت سے قطعي انکار ھے ' ورنہ کیا اتني معمولي نیکي سے بھي گریز کرتا ؟

یہ وہ جماعت ھے جسکے پاس مال ھے ' دولت ھے ' اور وہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتي ' بلکہ اسکو خزانوں اور کوٹھریوں میں مقفل کرکے بند رکھتي ھے ' ان کي بعینہ وھي حالت ھے جو یہودیوں کي تھي : والذین یکنزون الذھب و الفضۃ ولا ینفقونہا في سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم - یوم یحمی علیہا في نار جھنم فتکوی بہا جباھھم و جنوبہم و ظہورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون - جو لوگ سونا اور چاندي ' مال اور دولت ' جمع کرکے خزانوں میں جمع کرتے ھیں اور غربت و افلاس کے خوف سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ' تو انکو عذاب الیم کي خوشخبري سنادو - اس مال کو جھنم کي آتش میں گرم کرکے ان کے ماتھے ' ان کے لبوں ' اور ان کے پشتوں پر داغ دیا جائیگا - اسوقت انسے کہا جائیگا کہ یہي وہ مال و متاع زندگي ھے جو بیحد مرغوب و محبوب ھونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے ' دیکھو یہ اس گاڑنے اور جمع کرنے کا نتیجہ ھے -

رسول اللہ صلي اللہ علیہ و سلم کو ایک مرتبہ جہاد کیلیے روپیہ کي ضرورت تھي - آپ نے مسجد میں جاکر خطبہ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھجور لاؤ -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے کھجور لیکر دربار نبوت میں حاضر ھوے - یہ اس وقت امیر تھے ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور ھمارے لیے کیا لاے ؟

حضرت عمر نے عرض کیا : تمام مال جمع کیا ' نصف حضور کي خدمت میں پیش کردیا اور نصف اپنے اھل و عیال کیلیے رکھہ آیا ھوں -

اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ھوتے ھیں - یہ اس زمانہ میں غریب تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے دریافت فرمایا : ھمارے لیے کیا لاے : اور گھر میں کیا چھوڑا ؟ عرض کیا : جو کچھہ گھر میں موجود تھا سب کچھہ جمع کرکے لے آیا ھوں اور گھر میں اللہ اور اسکا رسول ھے -

دنیا نے دیکھہ لیا کہ ان قربانیوں نے کیا نتائج پیدا کیے ' اور جس وقت مسلمانوں میں یہ جذبہ ندرت پیدا ھوجائیگا اسکے نتائج دوبارہ دیکھہ لینگے -

ان تین آیتوں میں ارباب مال و دولت کی تصویر کھینچ دي جب وہ انفاق في سبیل اللہ سے گریز کریں - اس کے ساتھہ اب ان لوگوں کي طرف توجہ دلائي جاتي ھے جو نماز تو پڑھتے ھیں مگر در اصل اسکے مقصد حقیقي کا ذرا بھي خیال نہیں کرتے :

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتہم ساھون الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون - جو لوگ نماز پڑھتے ھیں ' چاھیے تھا کہ نماز انکے اندر تمام وہ خصائص پیدا کردیتي جو نماز کے اصل مقاصد ھیں ' مگر ھم دیکھتے ھیں کہ جاني قرباني تو کجا ' مالي قرباني سے بھي گریز کرتے ھیں ' معمولي روز مرہ کے استعمال کي چیزیں تک لوگوں کو دینے سے انہیں انکار ھے - ایک عالم سے اتنا نہیں ھو سکتا کہ اپني کتابیں دوسرے کو پڑھنے کیلیے عاریتاً دیدے ' ایک طالب علم یہ نہیں کرسکتا کہ اپنے قلم و دوات سے دوسرے کو نفع پہنچادے ' ایک عورت میں اتني فدویت بھي نہیں پیدا ھو سکتي کہ اپنے برتن دوسري پڑوسن کو استعمال کے لیے دیدے - جب نماز پڑھتے ھیں ' اور نہایت خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ھیں ' تو بڑي لمبي نمازیں ھوتي ھیں ' پیشاني پر سجدہ کا نشان پڑ جاتا ھے ' مگر قرباني کا اتنا مادہ بھي پیدا نہیں ھوتا - پس افسوس ایسے نمازیوں کیلیے - وہ نماز کي اصل حقیقت کو بھول گئے - وہ نماز سے بالکل غافل ھیں ' وہ محض لوگوں کو دکھلانے کي غرض سے نماز پڑھتے ھیں - اللہ کیلیے انکے پاس کچھہ نہیں ھے !

اس چھوٹي سي سورۃ میں قدوس حق نواز نے بخل کي حقیقت کو واضح کردیا ھے کہ اسي سے قومیں تباہ ' ملتیں برباد ' اور مذاھب نا پید ھوجاتے ھیں - اب یہ بخل خواہ ارباب دولت میں پیدا ھو جس کو تم آساني سے سمجھہ سکتے ھو ' خواہ ان عابدان گوشہ نشیں میں پیدا ھو ' جو کنج عزلت میں بیٹھکر ادعاء زھد و عبادت کرتے ھیں ' نمازیں پڑھتے ھیں مگر بے سود ' سجدے کرتے ھیں مگر لا حاصل ' دعائیں مانگتے ھیں مگر قبول نہیں ھوتیں -

حقیقت یہي ھے کہ ابتدا میں قوموں کے اندر مالي قرباني کا جذبہ پیدا ھوتا ھے ' جب اسمیں کامل و مکمل ھوجاتي ھیں تو پھر جاني قرباني کا حکم ھوتا ھے - اسي جگہ دیکھو ' سورہ ماعون میں بخل کي مذمت بتلائي تاکہ بخل سے بچیں ' اور اللہ کے راستہ میں مال خرچ کریں - ایک مدت تک جب اس پر عمل ھوتا رھا ' قوم مالي قرباني کیلیے ایک حد تک تیار ھوگئي تو پھر سورہ کوثر نازل ھوئي جسمیں جاني قرباني پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کا ایک ھي نتیجہ بھي بتا دیا : ان شانئک ھو الابتر

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ھے جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ھے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا ھے -

مدارس اسلامیه

جامع ازهر

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب دسنوي)

چوتھي صدي کے وسط میں جبکه اخشیدي سلطنت کا الوالعزم فرمان روا کافور فوت هوچکا تھا اور اُسکي جگه احمد بن علي بن الاخشیدي تخت مصر پر بٹھایا گیا تھا ' تو احمد بن علي اپني کم سني کي وجه سے سلطنت کا بار نه اٹھا سکا اور اسکا چچا زاد بھائي حسین بن عبد الله اسکي طرف سے منتظم سلطنت قرار پایا - جعفر بن الفرات ان دنوں وزیر اعظم تھا - احمد جو اصلي وارث تاج و تخت تھا اور جسکو اخشیدي سلطنت کا سچا درد هوسکتا تھا وہ کم سن تھا ' اوروں کو بقاے سلطنت کی کیا پروا هوسکتي تھي ؟ اُنکي کوشش صرف ذاتي کامیابیوں تک محدود رهي - نتیجه یه هوا که سلطنت کے تمام ارکان مضمحل هوگئے - اُمرا کي غفلت سے مداخل مخارج سے کہیں بڑھگئے - فوجیوں کے مقررہ تنخواهوں میں روز بروز کمي هونے لگي - آخر فوج کے ایک دسته نے اصلاح سلطنت سے نا امید هو کے المعز لدین الله کو جو اُن دنوں افریقه کا بادشاہ تھا ' لکھا که " تم آؤ مصر پر حمله کرو هم تمهاري مدد کرینگے " معز نے یه نوید جانفزا سنتے هي ابو الحسن جوهر بن جسد الله کي زیر امارت ایک فوج مصر کي طرف روانه کردي - اخشیدي سلطنت کي طرف سے بھي مقابله کے لیے فوج بھیجي گئي - ۱۱ - شعبان سنه ۳۵۸ میں دونوں فوجوں کا مقابله هوا ' مگر جو سیلاب پھیل چکا تھا ' وہ اب کسي کے روکے کب رک سکتا تھا ؟ کچھه دنوں تک تو مصري فوج برابر کا جواب دیتي رهي ' مگر آخر اسکے پاے استقلال کو لغزش هوئي اور شکست فاش کھائي -

دوسرے دن جوهر اپني کامیاب فوج کے ساتھه بڑے جاہ و جلال سے مصر میں داخل هوا اور امن عام کا اعلان کیا - جب فاطمیین کو ملک مصر پر پورا اقتدار حاصل هوچکا ' تو اُنکو خیال پیدا هوا که اس فتح کي یادگار میں ایک نیا شهر آباد کرنا چاهیے جو بني فاطمه کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے - یه فوري تحریک بہت جلد قوت سے فعلیت میں آگئي ' اور اُسي سال سنه ۳۵۸ میں یه شهر آباد هوگیا جسکا نام فتح کی مناسبت سے المنصوریه رکھا گیا - لیکن جب سنه ۳۶۲ میں خلیفه فاطمي المعز لدین الله نے قیروان کو چھوڑکر مصر کو دار الخلافت بنایا تو خلیفه کے نسبت سے اسکا نام القاهرة المعزیه رکھا گیا - اب صرف " قاهرہ " زبانوں پر رهگیا هے -

اُس زمانه کي رسم یه تھي که جب کوئي نیا اسلامي شهر بسایا جاتا تو تبرکا وهاں پہلے مسجد کي بنیاد ڈالی جاتي تھي - چونکه فاطمیین شیعه تھے ' اسلیے اهل سنت کي مسجد میں خطبهٔ خلافت دینا نامناسب خیال کرتے تھے - ان وجوہ سے جوهر نے روز شنبه ۲۴ جمادي الاولی سنه ۳۵۹ کو اُس مسجد کی بنیاد ڈالي جسکي قسمت میں آگے چلکر جامع ازهر هونا تھا - دو برس کي متواتر جانفشانیوں کے بعد سنه ۳۶۱ میں اسکي عمارت طیار هوگئي - اسکا نام فاطمیین نے سیدة النساء فاطمة الزهراء کي طرف منسوب کر کے جامع ازهر رکھا - اسکي وسعت اور صرف کثیر کا اندازہ اس سے هو سکتا هے که اسکي صرف ایک قطار میں ۷۶ ستون سنگ مرمر کے تھے -

سنه ۷۰۲ میں ایک سخت زلزله آیا جسکے صدمه سے جامع ازهر کي کچھه دیواریں گرپڑیں - سالار نامي ایک امیر نے پھر نئے سرے سے تعمیر کرائي - سنه ۱۱۶۷ میں امیر عبد الرحمن کتخدا نے نصف جدید عمارتوں کا اس پر اضافه کردیا جنمیں صرف سنگ مرمر کے ۵۰ ستون تھے - اگر متعلقات جامع کو بھي شمار کرلیا جاے تو ازهر کے کل ستون کي مجموعي تعداد ۳۷۵ هو گي -

اگر تم قدیم عمارت کي جو فاطمیین کي یادگار هے ' سیر کرنا چاهوگے تو تمهیں اندر جانے کے لیے تین دروازے ملینگے - اندر پهونچکر تم کو معلوم هوگا که یه مسجد چاروں طرف سے گھري هوئي هے ' اُسکي اندروني سطح سنگ مرمر سے مزین هے ' جس پر کوفی خط میں قرآن شریف کي آیتوں کا طغرا هے - جدید و قدیم دونوں عمارتوں کے دو حصے هیں - ایک چھت هے جس میں لکڑي کي کڑیاں هیں اور اُن میں بڑی دیدہ ریزي سے نقش و نگار بناے گئے هیں - دوسرا پتھر کا کھلا صحن هے جس میں طلبا ایام گرما میں شب کو سوتے هیں - پہلے اس میں دس محرابیں تھیں جن میں سے اب صرف چھه رهگئی هیں - مگر ان محرابوں میں صرف دو مشهور هیں - ایک کا امام شافعي المذهب هے اور دوسرے کا مالکي - کل مسجد میں صرف ایک ممبر هے جس پر کھڑے هوکر امام جمعه اور عیدین کا خطبه پڑھتا هے - اذان دینے کے لیے پانچ بہت بلند منارے هیں جن پر چڑھکے موذن اذان کہا کرتے هیں - جامع ازهر کی ایک عجیب و غریب رسم یه هے که یهاں موذن اندھے مقرر کیے جاتے هیں تاکه مناروں پر چڑھتے وقت پردہ نشیں گھروں کي پردہ دري نه هو - جب موذن اذان کہنا چاهتے هیں تو ایک بار " المیقاتي " کا نعرہ بلند کرتے هیں - اس آواز کو سنکر اور مسجدوں کے موذن بھي اذان کے لیے طیار هو جاتے هیں -

مقریزي کے کلام سے ایسا معلوم هوتا هے که موسم حج میں اِن مناروں پر کثرت سے روشني کي جاتي تھي جس سے ساري مسجد بقعهٔ نور بن جاتي تھی - اس جلوهٔ نور کے حسن منظر کا اس سے اندازہ هو سکتا هے که خلفاے فاطمیین نے صرف اسکي سیر دیکھنے کي غرض سے ایک قصر بنایا تھا -

دولة فاطمیه جب اپني زندگی کے دن پورے کر چکي اور ایوبیه خاندان کا سب سے بڑا پرجوش ممبر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب مصر پر قابض هوا تو اس نے شیخ صدر الدین بن درباس شافعي کو مصر کا قاضی القضاة مقرر کیا - شوافع کے هاں چونکه ایک شهر میں دو جگه نماز جمعه نہیں هوسکتي ' اسلیے جامع ازهر کے بدلے جامع حاکمي میں نماز جمعه هونے لگی ' کیونکه یه مسجد ازهر سے زیادہ وسیع تھي - تقریباً سو برس تک جامع ازهر میں نماز جمعه موقوف رهي - جب سلطان ظاهر سنه ۶۵۸ میں مصر کا حکمراں هوا تو اس نے شافعي قاضي کو اس خدمت سے سبکدوش کر کے اسکي جگه ایک حنفی قاضي القضاة مقرر کیا ' جس نے ازهر میں پھر جمعه پڑھنے کي اجازت دیدي ' اور جب سے آج تک برابر یهاں نماز جمعه بڑے شان و شوکت سے ادا کي جاتي هے -

(مدرسة الازهر)

چونکه یه مقدس عمارت مذهبي شان کے ساتھه دولة فاطمیه کی یادگار تھي ' اسلیے جب کوئي شخص مصر پر نیا حکمراں هوتا ' تو وہ کچھه نه کچھه مذهبي خلوص یا بقاے نام کي غرض سے اُن عمارتوں پر اضافه کرتا جاتا جو گذشته سلاطین کے نام زندہ کر رهی تھیں - کسي نے دار الاقامة ' کسي نے حمام ' کسي نے باورچي خانے بنوادیے - چنانچه اسوقت جامع ازهر کي وسعت ۱۲۲۵۰ گز هے - یهاں کا هر کمرہ جسکو ازهر کی اصطلاح میں رواق کہتے هیں ' بمتوسط وسعت کا هوتا هے ' جس میں دو تین الماریاں بھي هوتي هیں - مختلف ممالک اسلامیه کے لیے یهاں الگ الگ دار الاقامة هیں ' اور اُنکا مهتمم جسکو ازهر کي زبان میں شیخ کہتے هیں ' الگ هوتا هے ' اور اسکا

تقرر طلبه کے انتخاب سے هوتا هے - شيخ الرواق کے فرائض وهي هيں جو انگريزي کالجوں کے پر اکٹر کے هيں - هر کمرہ ميں چٹائيوں کا فرش هوتا هے جو هر ششماهي پر بدل ڈالي جاتي هيں -

جامع ازهر ميں جهاں ' مصر ' شام ' بغداد ' حضر موت ' يمن ' کرد ' ترک ' حبش ' طرابلس ' تيونس ' افغانستان ' مراکش ' سوڈان ' جزيرہ جاوا ' اور حجاز کے ليے علحدہ علحدہ بورڈنگ هيں ' وهاں غريب هندوستان کے ليے بهي ايک خاص دارالاقامة هے - انهي دارالاقامتوں ميں طلبه رهتے هيں اور اسليے تاکه تعليم کے سوا کسي اور طرف ملتفت نهوں ' انکو وظائف ديے جاتے هيں - وظائف کي مقدار طالب علم کے احتياج کے موافق هوتي هے ' کسي کو صرف کهانا ديا جاتا هے ' کسي کپڑے بهي ديے جاتے هيں ' کسي کو ذاتي مصارف کے ليے نقد ديا جاتا هے -

(مـالي حــالت)

سـلاطين فاطميه ميں سے پہلے پهل المعز لـدين اللـه کے بيٹے العـزيز بالله نے طلـبا و مدرسين کے وظـائف مقــرر کيے اور دارالاقامے بنواے - جمعه کے دن يه لوگ خود حلقۂ درس ميں شريک هوتے تهے - عيد کے دن مدرسين کو خلعت ديا جاتا تها - حاکم بامر الله نے ازهر کے ليے دو تنور اور ستائيس قنديليں چاندي کي بنوائيں تهيں جو ايام رمضان ميں روشن کي جاتي تهيں - ان کے سوا اکثر امراء و سلاطين ازهر کے ليے بڑي بڑي جاگيريں وقف کرتے تهے - سب سے پہلے جس نے جامع ازهر کے ليے جاگير وقف کرنيکي عزت حاصل کي ' وہ دولت فاطميه کا علم دوست خليفه الحاکم بامر الله هے - اسکے بعد يکے بعد ديگرے اور امراے سلطنت نے بهي جاگيريں وقف کيں - خاندان خديوي نے بهي بڑي بڑي رقموں سے ازهر کي امداد کي هے - حکومت خديويه ۶۶۱۱ - گيني سالانه سے ازهر کي اعانت کرتي هے - ازهر کي موقوفه جاگيروں کي سالانه آمدني ۸۰۰۰ گيني سے کم نهيں هے -

(طلبـــاء ازهر)

قاعده هے که الناس علی دين ملوکهم - لوگوں نے جب ديکها که امراء و سلاطين کي ازهر کي طرف خاص توجه هے ' تو مختلف ممالک سے کثرت کے ساتهه طلبه تحصيل علـم کے شوق ميں جامع ازهر ميں آنے لگے - مشکل سے کوئي مسلمانوں کي آبادي هوگي جهاں کا کوئي طالب علم ازهر کي تعليم سے مشرف نه هوا هو - ابهي ازهر اپنے بچپن کي منزليں بهي طے کرنے نه پايا تها که اُسکي درسگاہ طلبا سے بهرگئي تهي ' اور اب تو اُسکے آغوش درس ميں دور دور کي علمي اولاديں پرورش پا رهي هيں - حنفي ' شافعي ' حنبلي ' مالکي ' ترکي ' هندي ' حجازي ' طرابلسي ' مختلف رنگ و بو کے پهولوں سے ازهر کا دامن پر هے - سنه ۸۱۸ - هجری ميں يهاں ۷۵۰ طالب علم تهے - سنه ۱۲۹۲ هجری ميں يهاں کے طلبا کي تعداد ۱۱۰۹۵ تهي - سنه ۱۳۱۰ هجري ميں يهاں ۸۲۵۹ طالب علم تعليم پارهے تهے - سنه ۱۳۲۰ ميں ۱۰۴۰۳ - طلبا تهے - ان طلبا کي تعداد به لحاظ اختلاف مذاهب حسب ذيل هے :

حنفيه	۲۹۵۱
مالکيه	۲۶۵۴
شافعيه	۴۰۶۹
حنابله	۲۹

مصريوں کے مقابله ميں غير مصري طلبه بهت کم هيں جو ذيل کے نقشه سے ظاهر هوگا :

شامي	۲۶۴	جبرت (ملک حبش)	۶
ترک	۱۰۴	هندوستاني	۳
طرابلس الغرب	۵۱	حجازي	۷
جزائر	۲۷	جاوا	۷
مراکش	۲۲	افغان	
تيونس	۲۰	دارپور (سوڈان)	۱۳
کرد	۹	سنارد (سوڈان)	۲۸
بغدادي	۲	برنو (سوڈان)	۱۴
بربري	۴۵	صليح (سوڈان)	۱۳
			۶۴۵

(لبـــاس)

ان طلبا کا کوئي ايک خاص لباس نهيں هے جو انکي دلي يکجهتي کا عنوان بن سکے - هر طالب علم اپنے وطن کي پوشاک پهنتا هے - مگر يوروپين ڈريس کوئي طالب علم نهيں پهنتا - عمامه وهاں کے ضروريات لباس سے هے - عموماً اُنکي وضع عربي هے - سروں پر سفيد رنگ کے عمامے هوتے هيں - بدن پر عبائيں هوتي هيں - هاں سادات سبز عمامے باندهتے هيں ' يه سرکاري طور پر سنه ۷۷۳ ميں شعبان بن ناظر سلطان مصر نے سادات کيليے يه شناخت قرار دي تهي - اسي کي طرف اشاره کرکے ايک شاعر ابو جابر نامي کهتا هے :

جعلـــوا لابنـــاء الرسول علامـة
ان العـــلامة شـان مـــن لم يشهر

ترجمه - لوگوں نے اولاد رسول کيليے علامت مقرر کي هے - ليکن علامت کي ضرورت گمنام لوگوں کے ليے هے -

نـــور النبـــوة في کريـــم وجوههــم
يغني الشريف عن الطراز الاخـــضر

ترجمه - اُنکے چهروں سے نبوت کي روشني چمک رهي هے ' اسليے اُنکو سبز پوشاک کي علامت کي حاجت نهيں -

(انتظام صحت)

پہلے يهاں طلبا کے صحت کا انتظام نه تها - دولة خديويه نے اسکي طرف توجه کي اور صفائي کا اهتمام کيا - پہلے يهاں کي عمارت هر طرف سے گهري هوئي تهي - اب تازہ هوا آنيکے ليے ميدان وسيع کيا گيا هے - ايک ڈاکٹر اور ايک عطار خانه بهي خاص مدرسه کے متعلق هے جهاں سے دوائيں مفت دي جاتي هيں

(قواعد داخلۂ مدرسه)

يهاں کسي طالب علم سے کسي قسم کي فيس نهيں لي جاتي جو طالب علم که صرف اسباق ميں شريک هونا چاهتا هے ' اُس ليے کوئي قيد نهيں هے ' هر شخص شريک هوسکتا هے - هاں البته دار الاقامه ميں داخل هونيکے ليے مندرجه ذيل شروط کي پابندي کي جاتي هے :

(۱) پندرہ برس سے کم عمر نهو -

(۲) معمولي نوشت و خواند سے واقف هو -

(۳) کم سے کم نصف قرآن مجيد کا حافظ هو -

(۴) اندهے طلبا کو پورا قرآن ياد هونا چاهيے -

پہلے طالب علم کا قرآن ميں امتحان ليا جاتا هے - اگر ممتحن نے اُسکي کاميابي کي شهادت دي ' تو وہ جامع ازهر ڈاکٹر کے پاس جاتا هے ' وهاں اُسکو چيچک کا ٹيکه لگايا جاتا هے يهاں سے فارغ هوکر وہ اُن اساتذہ کي خدمت ميں حاضر هوتا هے جن سے اُسکا سبق متعلق هوگا - اگر اُنهوں نے اجازت دي تو اُسکا نام اُس بورڈنگ هوس ميں داخل کيا جاتا هے جهاں وہ رهنا چاهتا هے - اُسکے بعد مدرسه ازهر کے عام رجسٹر ميں اُسکا نام درج کيا جاتا هے - يه قواعد مصري طلبه کے ساتهه مخصوص هيں - مصري طالب علم جب مدرسه ميں داخل هونيکي درخواست کرتا هے تو شيـــخ الرواق ' منتظمين اور سر برآوردہ طلبا کي ايک مجلس منعقد کرتا هے - يه مجلس اُس طالب علم کا امتحان ليتي هے اور کاميابي کے بعد اسکے داخله کي اجازت ديتي هے -

(وظــائف)

یہاں طلبا کو دو قسم کے وظائف دیے جاتے ھیں - اول ماھانه نقد' دوم سامان خورو نوش - دونوں قسم کے طلبا کي ایک خاص تعداد ھے جن سے زائد کو مدرسه وظیفه نہیں دیتا جب تک اسمیں سے کوئي جگه خالي نہو - کھانے میں ھر طالب علم کو زیادہ سے زیادہ چھه روٹیوں تـک لینے کا اختیار ھے - ازھر کا مذھبي اقتدار دیکھو که عمائد مصر خود تبرکا اپنے لیے ازھر سے روٹیاں مقرر کراتے ھیں - طلبا کي اس مالي امداد کي تعداد کم سے کم ۲ قرش یعني ٥ آنه' اور زیادہ سے زیادہ سو قرش ماھانه یعني پندرہ روپیه دس آنه ھے - اس وقت جامع ازھر میں تین ھزار وظیفه خوار طلباء ھیں -

(اخــلاق)

چونکه جامع ازھر کے طلبا مختلفۂ مذاھب کے ھیں اور مختلف ممالک کے باشندے ھیں' اسلیے اُنکے اخلاق و عادات پر کوئي ریمارک نہیں کیا جاسکتا - عموماً وھاں کے طلبا کے وھي اخلاق و عادات ھیں جو ھندوستان کے عربي خواں طلبا کے ھمیں نظر آتے ھیں -

(مدرسین)

جـامـع ازھـــر میں دو قسم کے علما ھیں' ایک وہ جو سنه ۱۲۸۸ ھ سے (جس سے ازھر کا دور جدید شروع ھوتا ھے) پہلے کے ھیں' اِن کي تعداد روز بروز کم ھوتي جاتي ھے - اس وقت اُنکي تعداد اُنسٹھه ھے - دوسرے وہ علما ھیں جنکا تعلق ازھر سے اسکے بعد شروع ھوا ھے - ان دونوں قسم کے علما کي تعداد بحیثیت درجات حسب ذیل ھے :

مدرسین درجه اول	۷۲
مدرسین درجه دوم	۷۳
مدرسین درجه سوم	۱۱۰

مدرسین درجه اول کو اختیار ھے که وہ جو علم اور جو کتاب چاھیں پڑھا سکتے ھیں' کسي قسم کي روک ٹوک نہیں ھے - درجه دوم کے علما صرف صرف و نحو کي متوسط کتابیں پڑھا سکتے ھیں - درجه سوم کے اساتذہ چھوٹي چھوٹي کتابیں پڑھاتے ھیں - درجه ثاني و سوم کے مدرسین اگر درجه اول میں آنا چاھیں تو اونکو درجه اول کي مدرسي کا امتحان دینا ھوگا - خود مجلس انتظامیه بھي ترقي دے سکتي ھے - بشرطیکه اُنکي قابلیت و وسعت معلومات کا جوھر مجلس پر ظاھر ھوگیا ھو - به لحاظ اختلاف مذاھب مدرسین کي تقسیم حسب ذیل ھے :

حنفي	۷۲	شافعي	۱۰۰
مالكي	۷۷	حنبلي	۲

(تنخواہ)

حساب و جغرافیه و ریاضي وغیرہ پڑھانے کیلیے بیس اساتذہ اور ھیں' پس تمام اساتذہ کي مجموعي تعداد ۲۷۲ ھوئي - ان اساتذہ کي تقسیم بحیثیت تنخواہ ماھانه یه ھے :

	روپیه	آنه	پائي
درجه اول	۲۳	۲	۰
درجه ثاني	۱۵	۱۰	۰
درجه ثالث	۹	۱۱	۶

یه نقشه صرف اُن اساتذہ کي تنخواہ کو بتلاتا ھے جو دور جدید کے بعد مقرر کیے گئے ھیں - دور جدید سے پہلے کے علما کے مشاھرے اِن سے زیادہ ھیں - مدرسین کو خورو نوش کے سامان کي تکلیف نہیں دي جاتي' مشاھرہ کے علاوہ کھانا اور رھنے کے لیے کمرے بھي دیے جاتے ھیں' جہاں ضروریات زندگي کے سامان موجود رھتے ھیں -

(لباس)

ازھر میں ایک رسم یه بھي ھے که خدیو کي طرف سے علما کو سالانه پوشاکیں ملتي ھیں' اور اب کپڑوں کے بدلے اُنکي قیمت ھي دیدیجاتي ھے - مدرسین کي بوجه اختلاف ملک و ملت کوئي خاص پوشاک نہیں ھے' مگر عموماً سب عربي لباس زیب بدن کرتے ھیں - البته جدید تعلیم یافته اساتذہ جو حساب و جغرافیه کي تعلیم دیتے ھیں' فرنچ ڈریس پہنتے ھیں -

مدرسین سرکاري کمیٹیوں اور مجامع عامه میں ایک خاص وضع کي پوشاک پہنتے ھیں' جسکو مصر کي زبان میں "کساوی تشریفیه" یعني عزت کا لباس کہتے ھیں - یه لباس حکومت مصري اُس شخص کو بھي بطور خلعت کے دیتي ھے جو کوئي خاص علمي قابلیت رکھتا ھے -

(اعــزاز)

علماے ازھر پر سلطنت کا بہت کم دباؤ پڑتا ھے - مصر میں کیا کیا انقلابات نه ھوے - فاطمیین' ایوبین' چراکسه' دولة عثمانیه کي یکے بادیگرے سلطنتیں قائم ھوئیں' مگر ازھر جس شان سے پہلے تھا اب تـک اُسي شان سے قائم ھے - اب بھي سیاست کا اثر علماے مصر پر بہت کم ھوتا ھے - اُنکو ایک حد تـک آزادي نصیب ھے' اسي لیے خواص و عوام اُنکو نگاہ عزت سے دیکھتے ھیں - شیوخ ازھر جب سوار ھوکر بازاروں میں نکلتے ھیں' تو دوکاندار اُٹھه اُٹھه کر تعظیم کرتے ھیں اور رکاب کو بوسه دیتے ھیں - جب شروع شروع یہاں ریل جاري ھوئي ھے تو سعید پاشا نے علما کے لیے کرایه معاف کردیا تھا - اب بھي نصف کرایه لیا جاتا ھے - ازھر کا ایک قانون یه بھي ھے که جب کوئي مدرس انتقال کرتا ھے تو اُسکي تنخواہ اُسکي اولاد پر تقسیم کرکے اُنھیں ازھر میں جبري تعلیم دلائي جاتي ھے -

(تعلیم و تدریس)

جامع ازھر کي علمي زندگي کي ابتدا سنه ۳۶۵ سے ھوتي ھے جبکه دولة فاطمیه کو مصر پر قبضه کیے ھوے آٹھه سال گذر چکے تھے - چونکه سلطنت کا مذھب اسوقت شیعه تھا' اسلیے صفر سنه ۳۶۵ ھجري کو قاضي علي بن نعمان نے جامع ازھر میں شیعي فقه پر املا کیا' اور اب وہ کتاب کي صورت میں موجود ھے جسکا نام الاقتصار ھے - جب تک فاطمیه دولت رھي' یہاں شیعي فقه کا درس ھوتا رھا - جمعه کو خود امراے سلطنت اور خلیفۂ فاطمي درس کي شرکت سے مشرف ھوتے تھے - دولت فاطمیه کي اُس شاھانه توجه کو دیکھکر جو معقولات و ریاضي کي طرف ملتفت تھي' به قرینۂ غالب معلوم ھوتا ھے که ازھر میں علوم عقلي و ریاضي کي بھي تعلیم ھوتي ھوگي - دولت فاطمیه کے علمي خزانۂ میں ایک لاکھه کتابیں تھیں جن میں سے چھه ھزار صرف علم طب کي تھیں - دو کرۂ فلکي تھے جن میں ایک چاندي کا تھا اور اُسکي نسبت مشہور تھا که وہ خود بطلیموس کے ھاتھه کا بنایا ھوا ھے اور اسکے بنانے میں تین ھزار اشرفیاں صرف کي گئي ھیں - خدا جانے گردش چرخ نے اسکو یہاں کیونکر پہونچا دیا؟ ایک جغرافیائي نقشه بھي تھا جس میں کاغذ کے بدلے نیلگوں ریشمیں کپڑے کي زمین تھي اور اُس میں دنیا کے تمام پہاڑ' دریا' آبادیاں' سونے چاندي سے بنائي گئي تھیں -

جامع ازھر میں دو سو دو برس تک شیعي علوم کا درس ھوتا رھا - سنه ۵۶۷ میں جب دولة فاطمیه برباد ھوگئي' اور اُسکي جگه سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب جو سلطنت ایوبیه کا ایک پرجوش ممبر تھا تخت مصر پر جلوہ افروز ھوا' تو اُس نے دو اور نئے مدرسه تعمیر کراے - ایک میں فقہاے شافعیه درس دیتے تھے' دوسرے میں علماے مالکیه' اور اس خیال سے که شیعي سلطنت کي کوئي زندہ یادگار مصر میں باقي نرھے' اُس نے جامع ازھر میں تدریس موقوف کرادي - چنانچه پورے ایک سو دس برس تک جامع ازھر کي درسگاھیں شرف تدریس سے محروم رھیں - سنه ۶۵۸ ھجري میں جب ایوبیه خاندان چراکسه کے ھاتھه سے برباد ھوا اور سلطان ظاھر مصر پر قابض ھوا' تو اُس نے پھر ازھر کي آراستگي کا حکم دیا - اب گویا ازھر کي علمي زندگي دوبارہ شروع ھوتي ھے' اور اپني

اسي علمي شان و شوکت سے مختلف الاوطان اور مختلف المذاهب طلبا و مدرسین کا گلدسته نظر آنے لگتا هے - امراء و سلاطین کي علمي فیاضیاں پھر ازهر کو روز بروز ترقي دینی لگیں - دور دور سے جامع ازهر کي علمي کشش طلبا کو کھینچ لائي - اعراق ' بغداد ' غرناطه ' تیونس ' عسقلان ' تبریز ' اندلس ' اصفهان سے طلبا آرهے تھ- علم کے ذوق و شوق میں دور دراز سفر کي مصیبتوں کو کچھه خاطر میں نه لاتے ' گمنامي اور جهل کے بادلوں میں چھپے هوے ازهر میں داخل هوتے ' اور علم و شهرت کي روشني سے درخشنده هوکر نکلتے - امام عز الدین بن عبد السلام ' امام سبکي ' شهاب قرآنی ' ابن هشام سراج بلقیني ' شیخ جلال الدین سیوطي ' ابراهیم بن عیسی اندلسي ' عز الدین عمر بن عبد الله عمر القدسي ' ابو حیان محمد بن یوسف غرناطي ' تاج الدین تبریزي ' امام اصفهاني ' امام زیلعي ' حافظ عراقي ' حافظ ابن حجر عسقلاني ' علاء الدین حموي ' رضي شاطبي ' محمد بن محمد بغدادي ' قاسم بن محمد تیونسي ' شیخ الاسلام زکریا انصاري ' یه تمام لوگ جو آسمان علم کے آفتاب و ماهتاب هیں ' اسي درسگاه کے فیضیاب اور اسي میخانه علم کے جرعه نوش تھ !

(نصاب تعلیم)

دولة فاطمیه کے بعد جامع ازهر میں اول اول فقه شافعي کا درس دیا گیا ' اسکے بعد اور مذاهب کے علوم کا بھي درس دیا جانے لگا - گو یهاں معقولات کي بھي تعلیم هوتي تھي ' مگر چونکه ابتدا هي سے جامع ازهر میں ایک مذهبي شان قائم هوگئي تھي ' اسلیے اس کي درسگاه رفته رفته عقلي علوم سے محروم هوگئي -

سنه ۱۳۰۰ تک اس خیال میں کوئي تبدیلي نهیں هوئي ' مگر جب چودهویں صدي کا آفتاب طلوع هوا ' تو علماء و امراے مصر کو خیال هوا که ازهر میں معقولات کي تعلیم بھي لازمي طور سے هوني چاهیے - مگر چونکه عوام کے دماغ میں یه خیال راسخ هوچکا تھا که مذهبي مدارس کو فلسفیانه تعلیمات سے پاک هونا چاهیے ' اسلیے سنه ۱۳۰۵ میں ایک استفتا شیخ محمد ابناني شیخ الاسلام مصر و شیخ جامع الازهر اور شیخ محمد البنا مفتي مصر کي خدمت میں پیش کیا گیا که علوم عقلیه طبعییات (فزکس) کیمیا (کیمسٹري) ریاضي (میتھمیٹکس) کي تعلیم کي اسلام اجازت دیتا هے یا نهیں ؟ بالاتفاق دونوں نے اسکے اباحت بلکه ضرورت کا فتوی دیا - اسوقت سے معقولات جامع ازهر کے درس میں داخل هیں مگر سرکاري طور پر یه علوم عباس حلمی پاشا خدیو حال کے عهد میں ۲۰ محرم سنه ۱۳۱۴ کو داخل کیے گئے - اب ازهر میں فلسفه ' منطق ' حساب ' جغرافیه ' تاریخ اسلام ' ریاضي ' هندسه ' تقریر و تحریر وغیره کي بھي تعلیم دي جاتي هے ' اور بغرض تشویق طلبه معززین مصر نے علوم جدیده میں کامیاب هونے والے طلبه کے لیے سالانه وظائف مقرر کردیے هیں -

بالفعل جامع ازهر کي پوري مدت خواندگي میں حسب ذیل علوم پڑهاے جاتے هیں : صرف نحو ' معاني ' بیان ' بدیع ' فقه ' اصول فقه ' حدیث ' اصول حدیث ' تفسیر ' علم کلام ' علم الاخلاق ' حساب ' جبر ' مقابله ' علم عروض و قافیه ' تاریخ اسلام ' منطق ' علم الخطابیه و الکتابیة ' علم لغت ' جغرافیه ' علوم عقلیه فلسفه -

جامع ازهر کا کوئي مطبوعه نصاب موجود نهیں هے ' اسلیے ازهر کي داخل نصاب کتابونکے نام نهیں بتاے جاسکے ' مگر جو وهاں کتابیں پڑهائي جاتي هیں - ان میں سے اکثر وه کتابیں هیں جو هندوستان میں نهیں پڑهائي جاتیں - علوم بھي حسب ذیل عام هندوستاني عربي مدارس سے زیاده هیں -

(علم صرف)

مراح مؤلفه احمد بن مسعود ' کافیه ' ابن حاجب مع شرح شیخ الاسلام و رضي ' تصریف مع شرح سعد تفتازاني ' ترصیف ' نظم العقود طحطاوي ' لامیة الافعال ابن مالک ' رساله الجوهرة في فن الاشتقاق -

(علم نحو)

اجرومیه مع شروح ' توضیح ابن هشام مع شرح ' ازهریة مع شروح ' قطر الندی عبد الله بن هشام ' مذهب ابن هشام ' الفیه ابن مالک مع شروح ابن عقیل و اشموني ' مغني اللبیب ابن هشام - تسهیل ابن مالک -

(علم اللغة)

قاموس فیروز آبادي مع شرح سید مرتضی ' صحاح جوهري مختار الصحاح رازي ' المصباح المنیر ' فقه اللغة امام منصور ثعالبي اساس زمخشري ' المزهر علامه و حافظ عبد الرحمن جلال الدین سیوطي ' لسان العرب جمال الدین انصاري -

(فقه حنفي)

نور الایضاح شیخ شرنبلالی ' کنز نسفي مع شروح طلائي و ابن نجیم و زیلعی عیني ' تنویر الابصار مع شرح حصفکي ' البدائیه امام مرغیناني ' الهدایة ' الغایة ' فتح القدیر ' الاشباه و النظائر ابن نجیم ' کتاب الخراج امام ابو یوسف ' ملتقي للشیخ حلبي مع شرح حصفکي ' مجمع البحرین ابن ساعاتي ' قدوري ابوالحسن بغدادي ' جامع الفصولین ابن قاضي سماوية -

(فقه مالکي)

عشماویه شیخ عشماوي مع شرح ابن ترکی ' العزبیه ' رساله ابن ابي زید مع شرح اقرب المسالک ' مختصر خلیل مع شروح المجموع ' العاصمیة ' البقرة ' القصاري -

(فقه شافعي)

التقریب شیخ احمد مع شرح خطیب شربیني ' الاشباه و النظائر جلال الدین سیوطی ' التحریر شیخ الاسلام زکریا ' منهج الطلاب ' منهاج الطالبین شیخ محي الدین یحی نووي ' العباب ' نهج الطلاب ' البهجة ' الوجیز امام غزالي ' الروض نووي ' الارشاد ' کشف النقاب ' فتاوی ابن حجر ' فتاوی الرملي ' الرحبیه ' الترتیب ' کشف الغوامض ' الفیه -

(فقه حنبلی)

متن الدلیل ' الغایة ' زاد المتقنع ' متن المنتهی ' الاقناع ' المقنع لابن قدامه ' مختصر المقنع ' الانصاف ' الفروع ' تصحیح الفروع ' مختصر الشاطبي -

(اصول فقه)

جمع الجوامع للسبکي مع شرح قاضي عضد ' منار الانوار للنسفي مع شرح ابن مالک و حصفکي و ابن نجیم ' التفتیح لصدر الشریعة ' تنقیح الفصول ' الورقات لامام الحرمین مع شروح الورقات للخطاب ' التحریر للکمال بن ابن الهمام ' اصول البدائع ' المرأت -

(علم حدیث)

صحیح بخاري مع قسطلاني و عسقلاني و عیني و زکریا انصاري ' صحیح امام مسلم مع شرح محي الدین نووي ' مختصر البخاري شیخ ... ابی جمره ' الشفاء قاضي عیاض مع شرح خفاجي و ملا علي قاري ' موطا امام مالک مع شرح زرقاني و ابن عبد البر ' الجامع الصغیر السیوطي ' مع شروح ' الاذکار امام نووي مع شرح ' التجرید ' شمائل ترمذي ' الترغیب و الترهیب امام منذري ' الاربعین امام نووي ' صحیح ترمذی ' صحیح نسائی ' صحیح الاشعث ' صحیح ابن ... ' مواهب لدنیه امام قسطلاني ' السیرة الحلبیه ...

۱ ـ مآثر الکرام - و سرو آزاد

مصنفهٔ

حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب - ایم - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں - ایک وه سلسله واقعات هے که جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي هے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں - دوسري قسم وه هے که جس میں کسي ملک وقوم کے افراد کا تذکره کیا جاتا هے ' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کہتے هیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکره نویسي بهي کہتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا هے - عبراني ' یوناني ' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بہت سي کتابیں موجود هیں - لیکن اُن میں زیاده تر ملکي بہادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شہدا کے کشف وکرامات منضبط هیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اِس فن کو اِس قدر ترقي دي که جس کي نظیر دنیا میں نهیں مل سکتي - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیره کے عنوانوں میں هزاروں کتابیں لکهه ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیره وغیره غرض هر طبقه کے لاکهوں آدمیوں کا تذکره قلم بند کردیا - اس موقعه پر یه ظاهر کردینا بهي خالي از دلچسپي نه هوگا که یه تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تهے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رهتے تهے - برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتهه بہت بے اعتنائي سے کام لیا -

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں - مگر افسوس هے که ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هوگیے که اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بهي نهیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں - انهوں نے اسماء الرجال میں بہت سي کتابیں لکهي هیں ' اور موقعه پر فخر کے ساتهه اس امر کا ذکر کیا هے که وه هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں - چنانچه اُن کي اصل عبارت یه هے :

" و پیش از من احدی آستین سعي بایں درجه نه شکسته و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچه ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگیري وغیره مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکره بهي قلم بند کیا هے - لیکن یه تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نهیں رکهتي هیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحة المرجان ' مآثر الکرام - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانهٔ عامره - تراجم صوفیه میں روضة الاولیا ' شجرهٔ طیبه ' وغیره وغیره - اس اعتبار سے اگر هم یه کهیں تو کچهه بیجا امر نه هوگا که مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر اور بیش قیمت کتاب هے - علامه مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں - پہلے حصه میں ان ڈیڑه سو (۱۵۰) مشاهیر علما و صوفیه کا تذکره قلم بند کیا هے ' جو فتح اسلام سے لیکر بارهویں صدي هجري کے خاتمه تک سرزمین هندوستان کے مختلف شهروں میں گزرے هیں - دوسرا حصه جس کا نام سرو آزاد هے شعرا کے متعلق هے - اس میں فارسي اور هند کے (۱۵۱) شعرا کا تذکره هے - اور هر ایک شخص کي نسبت وه تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں - مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمیذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیره اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکره بهي آگیا هے -

مصنف نے حصه اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا هے - پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں - دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکره هے - هر فصل کي ابتدا میں ایک تمهید هے - پہلی تمهید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر هے - اسي طرح دوسري تمهید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پهیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمی کا بیان هے -

حصه دوم یعني سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمه هے جس میں فارسی شاعري کي تاریخ بیان کي هے - شعرا کے تراجم حروف تهجي پر مرتب کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بهی تذکره کردیا هے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص باب یه هے که اکثر مشاهیر دکن کے حالات بهی آگئے هیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاه اور اُنکے خاندان کا تذکره اس شرح و بسط کے ساتهه لکها هے که اُن کے هم زمانه تصنیفات سے کسي میں بهی نهیں مل سکتا -

بارهویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آے هیں مصنف نے اُنکا ذکر نهایت عمدگی سے بیان کیا هے ' اور بعض باتیں تو ایسي لکهی هیں که جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں ' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکهتے هیں اُن کیلیے یه حصه (سرو آزاد) ایک لاجواب تحفه هے -

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بہت سی کتابیں لکهي گئي هیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانه میں عزت و رفعت کی نگاهوں سے دیکهي جا سکتي هیں - ان میں ایک مآثر الامرا هے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عهده داروں کا تذکره منضبط هے - دوسري کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصه دوم سرو آزاد هے ' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکهے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج هے که کسي دوسري کتاب میں اس کی نظیر نهیں مل سکتی -

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي که تین ضخیم جلدوں میں چهاپ کر شایع کردیا هے - لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابهي تک گوشهٔ گمنامي میں پڑے هوے تهے -

خدا بهلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا که باوجود بے بضاعتی هونیکے اس کتاب کو نهایت اعلی اهتمام سے چهپوا کر هندوستان کی علمی تاریخ میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے - اور جو حضرات تاریخي مذاق رکهتے هیں ان کے لیے یه دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے - پہلے حصه کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں - ان کي قیمت حسب ذیل رکهی گئي هے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپیه	علاوه محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیه	علاوه محصول ڈاک

ظم الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعنی اردو ترجمه)

" پروپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مصنفه

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامه مصنف نے بزبان انگریزي سنه ۱۸۸۳ ع میں ایک یوروپین عالم ریورنڈ مالکم میکال کے اس اعتراض کي تردید کي هے که " مذهب اسلام مانع ترقي هے " قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے نهایت عالمانه طریق پر یه ثابت کیا هے که اسلامي روحاني ' اخلاقي اور دماغي ترقي کا حامي ' تغیر زمانه کے ساتهه ساتهه تمدن و سیاست کا ساتهه دینے والا ' اور زنده ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد بننے کي صلاحیت رکهنے والا مذهب هے - اُس کي فطرت جمود و خمود کے منافي هے - اسي ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یوروپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور ' وهیری ' اسمتهه ' ڈاکٹر

هيو - سيل وغيرہ كي غلط بيانيوں كي اصلاح بهي مشرقي اور مغربي حوالوں سے كي گئي هے ' اور صدها اسلامي مسائل متعلق معاشرت و سياست پر عالمانه بحث كي گئي هے -

غرض كه يه كتاب اسلامي تمدن و سياست كا خلاصه هے ' اور اس ميں وہ مسائل جمع كيے گئے هيں' جن پر هزارها اسلامي كتب كے مطالعه كے بعد بهي به مشكل عبور هوسكتا هے - اور يه كهنا بالكل مبالغه سے خالي هے كه جو قيمتي معلومات اس مختصر كتاب ميں جمع كي گئي هيں وہ آج تک زبان اردو ميں نهيں مليگي' جس كا ثبوت فهرست مضامين كتاب هذا سے مليگا -

اس پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مسلمانوں كے تمدن و سياست اور اُن كے ملكي وقومي اخلاق پر حملے كيے جارهے هيں ' اور ديكهايا جاتا هے كه اُنكا وجود كرۂ ارض كي تهذيب و شايستگي كے حق ميں ايک بار اور سد راہ هے ' اس كتاب كا مطالعه تمام ملت دوست حضرات اور خصوصاً تعليم يافته مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات كو بيحد مفيد هوگا ' جنهوں نے محض حب اسلامي اور حب قومي سے اپني زندگي مذهب اسلام كي حمايت كيليے وقف كرركهي هے ' اور جن كو رات دن يه فكر دامنگير رهتي هے كه مذهب اسلام كو نئي روشني و تهذيب كا ساتهه دينے والا ثابت كيا جاے ' اور اس پر جو ناجائز حملے كيے جارهے هيں' اُنكي مدافعت عالمانه طور پر كي جاے - اس لحاظ سے يه كتاب اسلامي مشنريوں كو نهايت اعلى درجه كے هتهيار كا كام ديگي - كيونكه علامه مصنف نے اس كتاب ميں الزامي جوابوں سے كام نهيں ليا ' بلكه هر اعتـ... كا جواب تحقيقي ' اور قرآن وحديث اور تعامل مسلمانان صدر... اور تاريخ وفقه اور مقننين اسلام ' اور مسلمانوں كے زنده زمانه كي مثالوں سے ديا هے - اور بالمقابل دوسرے مذاهب خصوصاً عيسائيت كے قانون اور فقه كا ذكر كركے يه نتيجه نكالا هے كه اسلام نے دنيا كي تهذيب و شايستگي كے حق ميں كيا كيا ' اور مخالفين نے كيا -

غرضكه مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت كيا هے كه مذهب اسلام صرف سر زمين عرب اور خاص مسلمانوں كے حق ميں هي مفيد نهيں هے' بلكه وہ يه آية رحمت هے جس پر تمام دنيا كي ديني و دنيوي فلاح منحصر هے' اور اس كا نيچر ايسا پر حكمت هے كه ملک و قوم اور زمانه كا ساتهه دے سكتا هے ' اور اس طرح وہ ايک زنده مذهب هے ' اور ريورنڈ ملكم ميكال كا اعتراض تاريخي شهادتوں كے بالكل خلاف هے -

مرحوم مصنف نے اس كتاب كو دو حصوں پر تقسيم كيا هے - پہلے حصه ميں نهايت شرح و بسط كے ساتهه مسائل تمدن و سياست پر بحث كي هے ' جس ميں جزيه ' دار الحرب' دارالاسلام' حقوق ذميان ' شهادت غير مسلمين ' حقوق رعايا ' ارتداد و بغاوت ' مساوات اقوام غير' عدم جواز جنگ و جدال از قرآن ' مذهبي آزادي' تعمير گرجا' معاهدوں كي پابندي' خلفاء اسلام كي تاريخي مسالمت' قانون بين الاقوام وغيرہ كا تفصيلي ذكر هے -

دوسرے حصه ميں مسائل معاشرت كو اسلامي روشني ميں دكهلايا گيا هے ' اور مسائل طلاق و نكاح ' تعدد زوجات ' اور غلامي و تسري پر مفصل بحث كي گئي هے -

اس كے علاوہ حصه اول كے شروع ميں مصنف نے ايک مفصل مقدمه بهي لكها هے - اس مقدمه ميں اُن اهم امور پر بحث كي گئي هے جو اسلامي فقه كے اصل الاصول هيں ' يعنے فقه كے دور' مذاهب اربعه كا شيوع ' اختلاف زمان و مكان سے مسائل فقهي كا بدلتا رهنا ' قياس و اجماع اور عدم اختتام اجتهاد وغيرہ -

اس كتاب ميں سلطنت تركي كي سياسي حالت كا ذكر بهي آيا هے - علامه مصنف نے اس سلسلة بيان ميں اُن تمام اعتراضات كي قلعي بهي كهولدي هے جن كا سنگ بنياد مهذب يورپ اسپر ركهتا هے كه اسلام كا كانسٹي ٹيوشن اس كے تنزل كا باعث هے ' اور اسي مناسبت سے مصنف نے اس كتاب كو سلطان عبد الحميد خان كے نام ڈيڈيكيٹ كيا تها -

محض قومي خدمت كي غرض سے اردو زبان ميں اس كا ترجمه كيا گيا هے - ترجمه كي خوبي كے بارہ ميں صرف اسقدر كهديدا كافي هے كه اس كا مترجم موجودہ زمانه كا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز هے جس كے وجود سے اردو زبان زيربار احسان هے ' جسكا نام نامي مولوي عبد الحق صاحب بی - اے (عليگ) هے -

اس كتاب كا ترجمه كچهه آسان نهيں تها - كيونكه گو يه كتاب انگريزي زبان ميں تهي' اور يه بات ايک معمولي سي معلوم هوتي هے ' ليكن اس كو اردو كا جامه پهنانے كے ليے اسلامي معلومات اور عربية كي سخت ضرورت تهي - كيونكه اس كتاب ميں هزارها آيات قراني' احاديث' مسائل فقه ' اور سيكڑوں كتب علميه عربيه كے اقتباسات ديے گئے هيں ' جن كا ترجمه بغير اصل كے مقابله كيے هوے نهيں هوسكتا تها' اور نه اصطلاحات عربيه قائم رہ سكتي تهيں - لهذا اس كتاب كے ترجمه ميں مترجم نے جو جانكاهي و جانفشاني كي هے وہ بجاے خود ايک مستقل تصنيف كا درجه ركهتي هے اور اس لحاظ سے يه كتاب اُن حضرات كو چراغ هدايت كا كام ديگي جو اعلى درجه كي كتب علميه كا ترجمه كرنا چاهتے هوں -

اس محنت كے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت كچهه اضافه بهي كيا هے ' يعنے ايک بسيط اور جامع مقدمه بهي تحرير كيا هے - جو تين حصوں پر مشتمل هے :

حصه اول ميں علامه مصنف كے حالات زندگي قلمبند كيے هيں' جو بجاے خود ايک نهايت عمدہ اور مفيد چيز هے - اور اُن سے يه سبق ملتا هے كه مصنف نے محض اپني كوشش اور مطالعه سے يه علمي پايه اور مراتب دنياوي حاصل كيے' جس كي مثال اب تک نئے تعليم يافته لوگوں ميں نهيں پيدا هوئي - گويا مصنف كي سوانح عمري سيلف هلپ كا ايک كامل نمونه هے -

حصه دوم ميں علامه مصنف كي دوسري تصانيف تحقيق الجهاد' ٹرو پرافٹ ' كتاب زير بحث اور ديگر كتب پر ريويو كيا گيا هے -

حصه سوم ميں فاضل مترجم نے اُن آراء و خيالات كو جمع كيا هے جو مشاهير عهد اور علماے يورپ نے كتاب هذا كي نسبت ظاهر كيے تهے ' مثلاً ڈاكٹر هنٹر' ڈبليو - سي بلنٹ' مصنف فيوچر آف اسلام ' ڈاكٹر اسپرنگر اور سر سيد مرحوم وغيرہ -

ڈاكٹر اسپرنگر اپنے زمانه كا مشهور عالم شرقيات گزرا هے ' اُس كا خط خصوصيت سے قابل ذكر هے - يه خط نهايت دلچسپ اور عالمانه هے - اس ميں مسلمانوں كے ترقي و تنزل كے اسباب اور اُن كے علمي كارناموں پر مفصل بحث كي گئي هے - يه خط كتاب كے شايع هونے كے بعد مصنف كو لكها گيا تها - جس ميں اُن خيالات كي بيحد تعريف كي گئي هے' جو اس كتاب ميں ظاهر كئے گئے هيں' اور مجبوراً اُس كو يه تسليم كرنا پڑا هے كه واقعي مذهب اسلام . اصول كسي قوم كي ترقي ميں سد راہ نهيں هو سكتے - بلكه ناد... تعليم و تربيت نے مسلمانوں كو اس قعر مذلت ميں ڈال ركها هے - لهذا ضرورت اس بات كي هے كه نصاب تعليم ميں اصلاح كي جا... تاكه انساني ترقي كا وہ اعلى مقصد حاصل هو سكے جو مذهب اسلام كا منشاء هے - چنانچه اُس نے اس خط ميں ايک كورس خاكه بهي پيش كيا هے ' جس سے مصلحان تعليم قديم كو ... تعليمي انقلاب كے زمانه ميں بهت كچهه مدد مل سكتي هے خصوصاً ايسي حالت ميں جبكه قيام محمڈن يونيورسٹي عليگڈ... مسئله بهي خواهان قوم كے پيش نظر هے -

اگرچه مصنف كا زمانه كچهه بهت دور نهيں هے' ليكن اردو خ... پبلک سے اُس كا تعارف كرانا ضرور هے' كيونكه مصنف اكثر و بي... ايسے خيالات انگريزي زبان ميں ظاهر كرتے تهے -

اس مختصر ريويو ميں مصنف كي علمي اور شخصيت ... مفصل روشني نهيں ڈالي جاسكتي - كيونكه وہ ايک ايسا جـ... صفات شخص هے جو اپنے تعارف كے ليے نهايت دقت نظ... محتاج هے - تاهم اس كتاب كا پوزيشن بتانے اور پبلک كي واقف... كے ليے كچهه نه كچهه لكهنا ضرور هے -

مصنف مرحوم سر سيد مرحوم كے اصحاب ميں سب سے ... عالم اور دقيق النظر اور وسيع معلومات كا شخص تها - ليكن ... قدر سب سے زياده خاموش تها - اور هر وقت مطالعه ميں مصر... رهتا تها - باوجود عالم شرقيات هونے كے وہ هميشه اپنے خيالات انگ... زبان ميں ظاهر كرتا تها - اور اُس كا روے سخن اُن علماے اقوا... كي طرف رهتا تها جن كا مقصد زندگي يه تها كه مذهب اسـ... تمام ممكن پهلوؤں سے مورد مطاعن بنايا جاے - لهذا مصنف مر... نے بهي اپنا اعلى مقصد زندگي يه قرار ديا تها كه مذهب ا... كي حمايت ميں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف كرد... جو لوگ انگريزي ميں مصنف كي تصانيف تک رسائي ركهتے ... وہ اس كے عالي مطمح نظر اور ايثار نفس سے بخوبي واقف هـ...

ہے هیں کہ اس نے کس طرح اس علمي میدان میں داد تحقیق دي ہے' اور اپنے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسي دوسرے کے لیے اُس پر خامہ فرسائی کرنے کی بہت کم گنجایش باقي رکھي ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ھذا اور نیز ان کي دوسري تصانیف سے بخوبي مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کي دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگي جو چھپ کر اُردو زبان میں تیار ہوگئي ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئي ہے ' تو مصنف کا علمي پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سواے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھي پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ھذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے اُن تمام قلمي مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فاني میں اپني ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجو سے جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمي خزانہ ہے ' اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپي گئی ہے' اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

۳ - گلشن ھند

تصنیف میرزا علي دھلوي المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادري صاحب عالم اثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علي ابراهیم خاں نے گلشن ابراهیم کے نام سے فارسي زبان میں شعراے ھند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سر پرست مسٹر جان گلگرسٹ کي فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکولس آف ویلزلي (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علي لطف نے بہت کچھہ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ھند نام رکھا - میرزا علي لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے همراہ دھلي آے' اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاھي دربار مین ملازمت کرلي - فارسي کے شاعر تھے - ھجري تخلص تھا - میرزا علي لطف دھلي میں پیدا ہوے اور وهیں نشو و نما پائي - جواني میں عظیم آباد چلے گئے اور وهاں سے کلکتہ پہونچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کي حکومت تھي - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انھیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا ' اور چار سو روپیہ ماھوار مقرر کردي - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علي لطف کا انتقال ہوا (گلشن ھند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۶۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۳۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھني سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں' قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ھند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروري حالات مثلاً خاندان' قوم و وطن' تعلیم و تربیت' تلمذ ' اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسي کے ضمن میں هندوستان کے بہت سے تاریخي واقعات بھي لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعري کي نسبت کئي ایک نئي باتیں معلوم ہوئي ہیں - مشہور محدث شاہ ولي اللہ صاحب دھلوي کي نسبت لکھا ہے کہ آپ اردو کے بھي شاعر تھے ' اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھي معلوم ہوتا ہے کہ فارسي کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل بھي اردو میں شعر کہا کرتے تھے - چنانچہ اُن کے دو بیت بھي گلشن ھند میں منقول ہیں - اس تذکرہ میں بعض ایسے شعراء کا بھي کلام درج ہے جن کا نام تو بہت مشہور ہے ' مگر کلام نہیں ملتا - مثنوي سحر البیان کے مصنف میر حسن دھلوي اردو کے بلند پایہ شاعر ہوے ہیں اس وقت ان کا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوي محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

" دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھي پوري نہ ملیں' جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات)

مولوي صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ھند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کي مثنوي "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے ' مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئي - گلشن ھند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر ' انشا ' مصحفي ' منت وغیرہ کے هم عصر اور صحبت یافتہ تھے ' اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھي لکھے ہیں جن کا دوسري کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپني نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا ' تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلواے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالي وهاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسي تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیاني سے کام لیا ہے - بلا کسي رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھي لکھہ دي ہیں - خان آرزو نے شیخ علي حزیں کے کلام پر جو نکتہ چیني کي ہے اُس کي نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہراے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کي طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتي ہے ' نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتي ہے' جب باریک بینوں کي نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ھند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریري واقع لندن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر کارسن ڈي ٹاسي کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاھي کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریري میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۵ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کي رود موسی کو طغیاني ہوئي ' جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے' لاکھوں کا نقصان ہوا - کسي آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھي بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھي تھا - مولوي غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اُسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلي نعماني کي نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو اُنھیں بدرجہ غایت پسند آیا' اور اوسے انجمن ترقي اردو کي طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کي وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکي' تو شمس العلماء نے مولوي عبد اللہ خان کو اس کے شایع کرنے کي راے دي' اور خود اُس کي تصحیح کی ' اور بہت سے حواشي بھي لکھے - کتاب کي ابتدا میں مولوي عبد الحق صاحب بي - اے - سکریٹري انجمن ترقي اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھي لکھا ہے' جس میں زبان اردو کے نشوو نما کی تاریخ اور اُس کے قدیم تصنیفات کا بیان' تذکرہ ھذا کے خصوصیات ' نہایت وضاحت سے بتلاے ہیں -

مولوي عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کي ترقي کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کي اشاعت میں کوشش کرینگے صفحات (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم کي کتاب " کرٹیکل اکسپوزیشن آف دي پاپیولر جہاد " کا اُردو ترجمہ ترجمۂ مولوي غلام الحسنین صاحب پاني پتي - علامۂ مصنف اس کتاب میں یوروپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذھب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن ' حدیث' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) نے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعي تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

(٥) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني کي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه کي مفصل سوانح عمري اور آن کے ملکي ' مالي ' فوجي انتظامات ' اور ذاتي فضل و کمال کا تذکرہ مندرج هے - قيمت ٣ روپيه -

(٦) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد کي مشهور تصنيف جس ميں دهلي کي تاريخ اور وهاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج هے - نامي پريس کانپور کا مشهور اڈيشن - قيمت ٣ روپيه -

(٧) ميڈيکل جيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشهور کتاب - يه کتاب وکيلوں ' بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت کے ليے نهايت مفيد و کار آمد هے - تعداد صفحات (٣٨٠) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ٦ روپے قيمت حال ٣ روپيه -

(٨) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر ڈبليو ' ج رتيگن ال - ال - ڈي کا اُردو ترجمه جو نظام الدين حسن خاں صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيکورٹ حيدر آباد اور مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے کي نظر ثاني کے بعد شايع هوا هے - مترجمه مسٹر مانک شاه ديني شاه ششن جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات کا فرهنگ انگريزي و اُردو شامل هے - کل تعداد صفحات (٨٠٨) قيمت ٨ روپيه -

(٩) تمدن هـند - قيمت پچاس روپيه -

(١٠) داستان ترکتازان هند - ٥ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں کے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه کے انقراض تک تمام سلاطين هند کے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى کاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (٢٢٥٦) صفحه - قيمت سابق ٢٠ روپيه قيمت حال ٦ روپيه -

(١١) الغزالي - مصنفهٔ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابوحامد محمد بن محمد الغزالي کي سوانح عمري اور ان کے علمي کارناموں پر مفصل تذکرہ - حجم (٢٨٢) صفحه طبع اعلى قيمت ٢ روپيه -

(١٢) جنگل ميں منگل - انگلستان کے مشهور مصنف اڈيارڈ کپلنگ کي کتاب " دي جنگل بک " کا اُردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خاں بي - اے - جس ميں انوار سهيلي کي طرز پر حيوانات کي دلچسپ حکايات لکهي گئي هيں - حجم ٤٦٢ صفحه قيمت سابق ٤ روپيه حال دو روپيه -

(١٣) وکرم اروسي - سنسکرت کے مشهور ڈراما نويس کالي داس کے ڈرامائين کا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايک عالمانه مقدمه لکها هے جس ميں سنسکرت ڈراما کي تاريخ اور مصنف ڈراما کے سوانحي حالات مذکور هيں - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(١٤) افسر اللغات - عربي فارسي کے کئي هزار متداول الفاظ کي کار آمد ڈکشنري - حجم ١٢٢٦ صفحه - قيمت سابق ٦ روپيه قيمت حال ٢ روپيه -

(نـوٹ) عـربي فارسي الفـاظ کے معنے اُردو زبان ميں رکهے گئے هيں -

(١٥) قران السعدين - جس ميں تذکير و تانيث کے جامع قواعد لکهے هيں ' اور کئي هزار الفاظ کي تذکير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(١٦) دربار اکبري - مولانا آزاد دهلوي کي مشهور کتاب - جس ميں اکبر اور اُس کے اهل دربار کا تذکرہ مذکور هے - قيمت ٣ روپيه -

(١٧) فغان ايران - مسٹر شوسٹر کی مشهور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشيا " کا ترجمه - حجم (٥٠٠) صفحه مع ٢١ تصاوير عکسي - قيمت ٥ روپيه -

(١٨) صنمخانهٔ عشق - حضرت امير مينائي کا مشهور ديوان قيمت ٣ روپيه -

١٩ - حکمت بالغه

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ايک نہايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات کا قائم کيا - مولوي صاحب کا مقصود يه هے که قرآن مجيد کے کلام الهی هونے کے متعلق آج تک جس قدر دلائل ديے گئے هيں اُن سب کو ايک جگه مرتب و مدون کر ديا جاے ' اس سلسله کی ايک کتاب موسوم به " حکمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ کر تيار هو چکی هے -

پهلي جلد کے چار حصه هيں - پہلے حصه ميں قرآن مجيد کی پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القران " علامه سيوطي کے ايک بڑے حصه کا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن کی بحث هے اس ميں ثابت کيا گيا هے که قرآن مجيد جو آنحضرت (صلعم) پر نازل هوا تها ' وه بغير کسي تحريف يا کمي بيشی کے ويسا هي موجود هے ' جيسا که نزول کے وقت تها - اور يه مسئله کل فرقهاے اسلامي کا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن کے اسماء و صفات کے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علمي مضامين پر معرکة الارا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل کتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد کي ايک سو پيشين گوئياں هيں جو پوري هوچکي هيں - پيشين گوئيوں کے ضمن ميں علم کلام کے بهت سے مسائل حل کيے گئے هيں ' اور فلسفهٔ جديده جو نئے اعتراضات قـرآن مجيـد اور اسلام پر کرتا هے ان پر تفصيلي بحث کي گئي هے -

دوسري جلد ايک مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقدمه ميں ثبوت کي مکمل اور نهايت محققانه تعريف کي گئي هے - آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے هوے آيهٔ خاتم النبيين کي عالمانه تفسير کي هے - پہلے باب ميں رسول عربی صلعم کی ان معرکة الارا پيشين گوئيوں کو مرتب کيا هے جو کتب احاديث کی تدوين کے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تک پوري هوتي جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں کو لکها هے جو تدوين کتب احاديث سے پہلے هوچکی هيں - اس باب سے آنحضرت صلعم کي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ کے مستند اقوال سے ثابت کيا هے که آنحضرت صلعم اُمي تهے ' اور آپ کو لکهنا پڑهنا کچهه نهيں آتا تها - قران مجيد کے کلام الهي هونے کے نو عقلي دليليں لکهی هيں - يه عظيم الشان کتاب ايسے پر آشوب زمانه ميں جب که هر طرف سے مذهب اسلام پر نکته چيني هو رهي هے ' ايک عمده هادي اور رهبر کا کام دے گي - عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں اس کتاب سے ايک بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر سه جلد (١٠٦٤) لکهائي چهپائي و کاغذ عمده هے قيمت ٥ - روپيه -

٢٠ - نعمت عظمیٰ

امام عبد الوهاب شعراني کا نام نامي هميشه اسلامي دنيا ميں مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري کے مشهور ولي هيں - " لواقح الانوار " صوفياے کرام کا ايک مشهور تذکرہ آپ کي تصنيف هے - اس تذکرے ميں اولياء فقراء اور مجاذيب کے احوال و اقوال اس طرح پر کانٹ چهانٹ کے جمع کيے هيں که ان کے مطالعه سے اصلاح حال هو ' اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفياے کرام کے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لا جواب کتاب عربي زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد الغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجه کے اديب هيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي رکهتے هيں - اس کتاب کا ترجمه نعمت عظمىٰ کے نام سے کيا هے - اس کے چهپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (٧٢٦) خوشخط کاغذ اعلى قيمت ٥ - روپيه -

(نوٹ ١) ايک روپيه في جلد کے حساب سے هر کتاب کی عمده جلد بن سکتي هے -

(نوٹ ٢) کل کتابوں کا محصول ڈاک وغيره ذمهٔ خريدار هوگا -

المشتهر عبد الله خان بک سيلر اينڈ پبليشر کتب خانهٔ آصفيه حيدرآباد - دکن -

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حرف کی کتابت ہے اور ۲۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہمارا سائنس فکسن فورٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں گراساں لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگوا کر آزمائش کیجیئے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر نراپٹس کرنے سے ہم واپس کرلیونگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈوگی انعام دیا جاویگا - ہندسی ہارمونیم سکھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا دمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

براسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون ' مرگی جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابی وغیرہ دفع ہو جاتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ اسکو ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی اسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالن

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالن استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہر - ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ میڈیکل ایڈمنسٹر مدراس فرماتے ہیں - "میں نے اوبھرالن کو امراض مستورات کیلیے نہایت مفید اور مناسب پایا -

مسز ایفنہ - نجی - ڈبلس - ایل - ایم - ایل - آر - سی - پی اینڈ ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی ہیں: - "نمونے کی شیشیاں اوبھرالن کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا "

مس ایم جی - ایم - براڈلی ایم - ڈی - (برن) بی - ایس - سی - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ کی ڈاکٹر فرماتی ہیں: "اوبھرالن مسوراہ میںنے استعمال کیا ہے زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور معتبر دوا ہے "

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co. Chemists, Kalighat Calcutta.

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ - قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

Imperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹانک

ایک مجرب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا - یہ دوا کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جو کہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال نے افادہ رکھنے کو قوت پھر چلتی ہے - ہسٹریا وغیرہ کو بھی مفید ہے - قیمت فی بکس ۱ روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ اندرانی ہو جاتی ہے اس کے استعمال کرکے ہی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

معطر دماغ - حسن کی آرایش - زلفوں کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مفت - مشورہ مفت - فہرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ جوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahayn Pharmacy, 30/2 Harrison Road Calcutta

البيان

في

مقاصد القرآن

هذا بيان للناس، و هدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعني قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كرديناكافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمۂ تفسير اور نصف سورۂ فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

---

نوادر آثار مطبوعات قديمۂ هند

تاريخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈيا " مصنفۂ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قديم كلكته سنه ۱۸۵۹

هندوستان كي تاريخوں كے لكهنے ميں جن انگريز مصنفين نے جانكاه محنتيں كي هيں' اُن ميں مسٹر جان - سي - مارشمن كا نام خصوصيت كے ساتهه قابل ذكر هے - اسكا نهايت سليس و فصيح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحيم گوركهپوري نے كيا تها' اور بحكم لارڈ كيننگ پرنس بہرام شاه نبيرۂ سلطان ٹيپو مرحوم و مغفور نے نهايت اهتمام و تكلف سے طبع كرايا تها اس كتاب كي ايك بڑي خوبي اسكي خاص طرح كي چهپائي بهي هے - يعني چهپي تو هے ٹائپ ميں' ليكن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ كے بالكل نستعليق خط كا هے - كاغذ بهي نهايت اعلى درجه كا لگايا گيا هے - علاوه مقدمه و فهرست كے اصلي كتاب ۴۰۴ صفحوں ميں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هيں - قيمت مجلد ۳ - روپيه -

ترجمۂ تفسير كبير اردو

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه كي تفسير جس درجه كي كتاب هے' جسكا اندازه ارباب فن هي خوب كر سكتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عاليه تهے جو هماري معلومات سے بالكل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ايك فياض صاحب درد مسلمان نے صرف كثير كركے اسكا اردو ترجمه كرايا تها' ترجمے كے متعلق اڈيٹر الهلال كي راے هے كه وه نهايت سليس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے

لكهائي اور چهپائي بهي بهترين درجه كي هے - جلد اول كے كچهه نسخه دفتر البلاغ ميں بغرض فروخت موجود هيں پہلے قيمت دو روپيه تهي اب بغرض نفع عام - ايك روپيه ۸ - آنه كردي گئي هے -

تمام درخواستيں : " منيجر البلاغ كلكته " كے نام آئيں -

جسكا درد وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بند و بست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں' اور رات و دن سانس پهولنے كدورة سے دم نكلے جاتے هيں' اور نيند تك حرام هو جاتي هے - ديكهيے ! آج اوسكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره' بهنگ' ... پوٹاس ' ... ديد بنتي هے - اسليے فائده هوا تو در كنار مريض كے موت قريب جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيمياوي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا ايك انمول جوهر هے يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايك مرتبه ... آزمالين - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ۵ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں (۱) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (۲) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے ... تك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس كے برمن لميٹيڈ ۵ تاراچند دت اسٹريٹ كلكته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Calcutta.